رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا۔

THE AL HAKAM QADIAN

الحکم قادیان

چہ گویم باتو گر آئی بہ ادر قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ہفتہ وار

دور جدید

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر * بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول:- شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
حکومت و والیان ریاست سے ۵۰ر
امراء و رؤسا سے ۲۵ر
معاونین سے ۱۵ر
عوام سے ۶ر
ممالک غیر سے ۱۲ر

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۳۸ | ۹ر شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۵ء یوم پنج شنبہ | نمبر ۳۹

مجلسِ احرار کا مباہلہ کے متعلق ناپسندیدہ رویّہ

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا حلفی اعلان

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

برادران! ایک عرصہ سے مجلس احرار کے عہدہ دار اور ان کے مبلغ جماعت احمدیہ کے خلاف طرح طرح کے بہتان لگا رہے ہیں۔ اور ناواقف لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ مثلاً وہ لوگوں کو یہ کہ رہے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ من ذالک بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک کی ہے اور وہ اپنے آپ کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑا سمجھتے تھے۔ اور جماعتِ احمدیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اِسی طرح وہ لوگوں سے یہ کہ رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک قادیان کو نعوذ باللہ من ذالک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر فضیلت حاصل ہے۔ اور احمدیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ بلکہ۔ خاک بدہنِ دشمن۔ اگر ان مقدس مقامات کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے تو احمدی خوش ہونگے۔ جب احرار کی اس قسم کی بہتان تراشی حد سے بڑھ گئی۔ اور باوجود بار بار توجہ دلانے کے وہ باز نہ آئے تو میں نے احرار کو چیلنج دیا۔ کہ وہ احرار کے پانچسو ایسے نمائندے جنھوں نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کتب کا ایک حد تک مطالعہ کیا ہو۔

(الفضل ۱۳ر ستمبر ۱۹۳۵ء صٹ کالم ۲) پیش کریں۔ جو جماعتِ احمدیہ کے پانچسو نمائندوں سے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا ایک حد تک مطالعہ کیا ہوگا۔ کہ وہ ان کی تعلیم کے متعلق یقین سے قسم کھا سکیں۔ مباہلہ کرلیں۔ تا کہ حق اور باطل میں بیّن امتیاز ہو سکے مباہلہ اس امر پر ہوگا۔ کہ احرار کے نمائندے اپنا الزام دہرائینگے۔ کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت نہیں کرتی۔ اور احمدیہ جماعت کے عقائد کے رُو سے بانیٔ سلسلہ احمدیہ نعوذ باللہ من ذالک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل تھے۔ اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے قادیان کو جماعتِ احمدیہ زیادہ معزز سمجھتی ہے۔ اور مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کی ذلت اور تباہی کی خواہاں ہے۔ اور جماعتِ احمدیہ جوابی طور پر اس امر پر قسم کھائیگی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوےٰ ہمیشہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شاگردی اور غلامی کا رہا ہے۔ اور یہی انہوں نے تعلیم دی ہے

آپ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سچے عاشق اور خادم تھے۔ اور آپ کی تعلیم کے مطابق احمدیہ بھی بحیثیت جماعت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو افضل الرسل اور سید ولد آدم سمجھتی ہے نہ کہ مرتبہ کے لحاظ سے آپ کے برابر یا آپ سے بڑا۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو دنیا کے سب مقامات سے زیادہ معزز سمجھتے تھے۔ اور جماعتِ احمدیہ بھی ان مقامات کو دُنیا کے سب مقامات سے اور قادیان سے زیادہ مکرم اور معزز سمجھتی ہے۔ اور ان مقامات کی عزت و احترام پوری طرح اس کے دل میں قائم ہے۔ اور ان کی ہتک کو وہ اپنی عزت کی ہتک سے زیادہ سمجھتی ہے۔ اور اِن کی حفاظت کے لئے ہر وہ قربانی جس کا شریعت مطالبہ کرے۔ بفضلہٖ تعالےٰ کرنے کو تیار ہے *

برادران! باوجود اس چیلنج کے شائع ہونے کے سوائے اس کے کہ بعض اشخاص احرار کی طرف سے قادیان آکر تقریر کر گئے۔ کہ احرار مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ احرار نے اور کوئی قدم نہ اٹھایا۔ تب میں نے اس خیال سے کہ شاید احرار کو یہ بُرا معلوم

ہوا ہو۔ کہ اخبار میں اعلان کر دیا گیا ہے۔ اور ہمیں تحریرًا مخاطب نہیں کیا گیا۔ اپنے دوسرے خطبہ میں اپنی طرف سے شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ۔ چوہدری اسد اللہ خاں صاحب بیرسٹر ایم۔ ایل۔ سی۔ اور مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل مبلغ جماعت احمدیہ کو نمائندہ مقرر کر دیا۔ کہ ان سے احرار کے نمائندے ضروری امور کا تصفیہ کر لیں۔ اور شرائط کا تصفیہ ہو جانے کے پندرہ دن بعد مباہلہ ہو۔ تا مباہلہ کرنے والوں کو بر وقت اطلاع دی جا سکے۔ ان لوگوں نے بذریعہ خطوط تمام ذمہ دار کارکنانِ احرار کو توجہ دلائی۔ لیکن ان کا جواب اب تک نہیں ملا۔ اس کے بعد مظہر علی صاحب اظہر کی طرف سے ۱۴ اکتوبر کو مجھے یکدم تار ملی۔ کہ مجلس احرار مباہلہ منظور کرتی ہے۔ اور یہ کہ ۲۳ نومبر کو مباہلہ ہوگا۔ مجھے اس تار کو دیکھ کر نہایت حیرت ہوئی کہ خطوط کا جواب تک نہیں دیا جاتا۔ شرائط کے متعلق کچھ لکھا نہیں جاتا۔ اور ۲۳ نومبر یعنی ایک ماہ سے زائد عرصہ کے بعد جس کام کی تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔ اس کی اطلاع بذریعہ تار دی جاتی ہے۔ حالانکہ ایک رجسٹری خط کے ذریعہ سے یہ اطلاع آ سکتی تھی۔ ان کے اس تار۔ اور اس امر کو دیکھ کر کہ جو نمائندے مقرر کئے گئے تھے۔ ان کے خطوط کا جواب تک نہیں دیا گیا۔ خیال کیا گیا۔ کہ مجلس احرار کے دل میں کچھ اور بات ہے۔ جس کی وجہ سے نہ تو وہ شرائط طے کرنے پر تیار ہے۔ اور نہ اپنی تحریر باقاعدہ جماعت احمدیہ کو دینے کو تیار ہے۔ حالانکہ جماعت احمدیہ کی طرف سے متعدد تحریرات اس کے ممبروں کو جا چکی ہیں۔ لیکن پھر بھی حجت پوری کرنے کیلئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان سے دوبارہ پوچھ لیا جائے۔ کہ شرائط کے بارہ میں آپ نے کچھ نہیں لکھا۔ اور اس دفعہ اس خیال سے کہ شاید دوسرے نمائندوں سے گفتگو کرنے میں مجلس احرار کے سکرٹری صاحب اپنی ہتک خیال کرتے ہوں۔ مسٹر مظہر علی صاحب کی تار کا جواب ناظر دعوت و تبلیغ سے دلوایا گیا جو صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری اور اس کے تبلیغی شعبہ کے ذمہ وار افسر ہیں۔ خیال تھا۔ کہ اب اس خط کے بعد احرار کو کوئی اعتراض باقی نہ رہا ہوگا۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ آج ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء ہو چکی لیکن کوئی جواب مجلس احرار کی طرف سے موصول نہیں ہوا۔ ہاں ایک اعلان چند روز سے مجاہد اخبار میں شائع ہو رہا ہے۔ کہ ہمیں سب شرطیں منظور ہیں۔ اور ہم مباہلہ ضرور کریں گے۔

برادران! اگر فی الواقعہ مجلس احرار کو یہ سب شرطیں منظور ہیں۔ تو جواب تحریری کیوں نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ اخباری جواب تو ذمہ واری کا جواب نہیں کہلا سکتا۔ ابتدائی چیلنج چونکہ باقاعدہ کارروائی نہیں ہوتا۔ اخبار میں شائع ہو سکتا ہے۔ لیکن شرائط کا تصفیہ تو بہرحال تحریر میں آنا ضروری ہے۔

علاوہ ازیں اس اعلان میں اور بھی نقص ہیں اوّل نقص یہ ہے۔ کہ اس میں لکھا جا رہا ہے۔ کہ ہمیں سب شرائط منظور ہیں۔ حالانکہ جو امور میری طرف سے پیش ہوئے ہیں۔ ان میں کئی امور پر اس مجمل جواب سے روشنی پڑ ہی نہیں سکتی۔ مثلاً

(۱) میں نے لکھا تھا کہ مباہلہ میں پانچسو یا ہزار آدمی احرار کی طرف سے علاوہ ان کے پانچ لیڈروں کے ایسے شامل ہوں۔ جو خواہ کسی حیثیت یا اخلاق کے ہوں لیکن احرار کے نمائندے ہوں۔ اور انہوں نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ایک دو کتب ضرور پڑھی ہوں۔ تاکہ وہ اس قسم کے کھانے میں حق بجانب ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نعوذ باللہ من ذالک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی درجہ کو اپنی درجہ سے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درجہ کو قادیان کے درجہ سے گرایا ہے۔ اوّل تو اس قسم کے مباہلہ کے لئے ضروری تھا۔ کہ میں مطالبہ کرتا۔ کہ ایسے لوگوں نے کم سے کم چار پانچ نہایت اہم کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مطالعہ کی ہوں۔ مگر جیسا کہ میں نے اپنے خطبہ مطبوعہ الفضل ۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں بتایا ہے۔ اس خیال سے کہ یہ شرط پوری کرنی احرار کے لئے مشکل نہ ہو۔ صرف یہ شرط رکھی۔ کہ مباہلہ کرنے والوں نے سلسلہ احمدیہ کی بعض کتب کا مطالعہ کیا ہوا ہو۔ خواہ وہ تھوڑا ہی ہو۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ جواب کہ ہم سب شرطوں کو منظور کرتے ہیں۔ اوپر کی بات کا پورا جواب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میں نے دو سوال کئے ہیں۔ یعنی یا پانچسو یا ہزار آدمی مباہلہ میں شامل ہوں۔ پس جب تک تعداد کی تعیین نہ ہو۔ کہ پانچسو ہوگا یا ہزار۔ صرف یہ کہہ دینے سے کہ شرط منظور ہے۔ کام کس طرح چل سکتا ہے؟ اب ہم پانچسو آدمی تیار کریں۔ یا ہزار۔ اور انکے پانچ سو آدمی کی امید رکھیں یا ہزار کی؟

نیز اس شرط کے مطابق یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ان پانچ سو یا ہزار کی فہرست اور مکمل پتے ہر فریق دوسرے کو دے۔ تاکہ مباہلہ کے بعد ہر فریق ان پر نظر رکھ سکے۔ کہ ان سے خداتعالےٰ کا کیا معاملہ ہوا۔ ورنہ ایک گروہ کا آ کر مباہلہ کر کے چلا جانا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اور یہ بات اس صورت میں طے ہو سکتی تھی۔ اگر مجلس احرار کے بعض نمائندے جماعت احمدیہ کے بعض نمائندوں سے گفتگو کرتے۔ اور سب باتیں تحریر میں آ جاتیں۔

(۲) دوسری بات جس پر اس گول مول جواب سے روشنی نہیں پڑتی۔ یہ ہے۔ کہ میں نے خطبہ میں کہا تھا۔ کہ مباہلہ لاہور یا گورداسپور میں ہو۔ بعد میں ایک خطبہ میں میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے۔ احرار کہتے ہیں۔ کہ مباہلہ قادیان میں ہو۔ اگر ان کو اس میں کوئی فائدہ ہو۔ تو مجھے یہ بات بھی ان کی منظور ہوگی اب ان کے اس جواب سے میں کیا سمجھوں۔ اگر ان کا یہ قول کہ میری ہر شرط انہیں منظور ہے۔ درست ہے۔ تو پھر مباہلہ کا مقام لاہور یا گورداسپور بنتا ہے لیکن اس صورت میں تعیین ہونی چاہیئے۔ کہ مقام لاہور ہوگا یا گورداسپور۔ اور اگر ان کے اس اعلان کا مفہوم یہ نہیں۔ تو پھر ان کا یہ بیان۔ کہ میری ہر شرط انہیں منظور ہے درست نہ ہوا۔ کیونکہ قادیان میں مباہلہ ہونا ان کی شرط ہے۔ نہ کہ میری۔ اس صورت میں انہیں یوں لکھنا چاہیئے تھا۔ کہ قادیان کی شرط امام جماعت احمدیہ نے ہماری مان لی ہے۔ باقی شرائط ہم ان کی مانتے ہیں۔ مگر اس صورت میں بھی جگہ، وقت اور مجلس مباہلہ کا انتظام اور بہت سے اور امور ہیں۔ کہ جو بغیر نمائندوں کے باہم ملنے کے طے نہیں ہو سکتے۔

(۳) تیسری بات جو اس اعلان کو مشتبہ کرتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ میری شرائط میں یہ درج ہے۔ کہ طرفین کے نمائندے جب ضروری امور کا تصفیہ کر لیں گے۔ تو تاریخ مباہلہ مقرر کی جائیگی۔ جو اس تصفیہ کے پندرہ دن بعد کی ہوگی۔ اس کے دو ہی معنے بنتے ہیں۔ یا یہ کہ تاریخ میں مقررہ کرونگا۔ اور یا پھر یہ کہ تاریخ طرفین کی منظوری سے مقرر ہوگی۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ ایک طرف تو مسٹر مظہر علی صاحب اظہر یہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ سب شرائط منظور ہیں۔ دوسری طرف آپ ہی تاریخ کی تعیین بھی کر دیتے ہیں۔ اگر واقعہ میں انہیں میری شرطیں منظور تھیں۔ تو پہلے نمائندوں کی گفتگو ہونی چاہیئے تھی۔ پھر طرفین کی رضامندی سے تاریخ کا تعیین ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ تاریخ کی تعیین میں شامل ہونے والوں کے آرام کا خیال رکھنا بھی مدنظر ہوتا ہے۔

غرض اوپر کی مثالوں سے ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ ان امور کی موجودگی میں مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کا یہ اعلان کہ انہیں سب شرائط منظور ہیں۔ درست نہیں ہے۔ اور نہ اعلان کردہ تاریخ کے شائع کرنے کا انہیں کوئی حق پہنچتا ہے۔

بے شک وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ بعض امور میں ان کی رائے بھی تسلیم کی جانی چاہیئے۔ میں اس بات کو ضرور وزن دونگا۔ لیکن یہ تو نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ وہ شرائط کے طے ہوئے بغیر بلکہ بعض شرائط کے خلاف عمل کرتے ہوئے یہ اعلان کرتے چلے جائیں۔ کہ انہیں سب شرائط منظور ہیں۔

میں نے سنا ہے۔ کہ تحریر دینے کے متعلق مسٹر مظہر علی صاحب کو یہ اعتراض ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے امام نے چونکہ ہمیں مخاطب کیا ہے۔ ہم انہی کو جواب دے سکتے ہیں۔ دوسرے کو نہیں۔ یہ تو ایک بچوں کی سی بات ہے۔ اور اگر انہوں نے ایسا کہا ہے۔ تو تعجب کا مقام ہے۔ کیونکہ ضروری نہیں ہوتا۔ کہ جو پہلا اعلان کرے۔ وہ خود ہی ساری خط و کتابت کرے۔ اس کی طرف سے کوئی نمائندہ مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ اگر یہ اعتراض درست ہو۔ تو مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کی وکالت بے معنی ہو جاتی ہے۔ عدالت میں دعوےٰ کوئی کرتا ہے۔ مدعا علیہ کوئی اور ہوتا ہے۔ اور مسٹر مظہر علی صاحب اظہر اور ان کے رفقاء جا کر بحثیں کرتے ہیں۔ جب ایک شخص باقاعدہ نمائندہ ہو۔ تو پھر اس کی گفتگو اصل آدمی کی گفتگو ہی سمجھی جاتی ہے پھر جو نمائندے میں نے مقرر کئے تھے۔ وہ ایسے نہ تھے۔ کہ اظہر صاحب کی ان سے گفتگو کرنے میں ہتک ہو۔ ان میں سے ایک بیرسٹر ہیں اور سیالکوٹ کے معزز خاندان کے رکن اور صاحب حیثیت زمیندار ہیں۔ اور مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کی طرح پنجاب کونسل کے ممبر بھی ہیں۔

دوسرے صاحب ہائی کورٹ لاہور کے ایک کامیاب اور معزز ایڈووکیٹ جماعت احمدیہ لاہور کے امیر اور میرے عزیزوں میں سے ہیں۔

تیسرے صاحب مولوی فاضل اور جماعت احمدیہ کے مبلغ ہیں۔ پس اگر میں ایسا شخص نمائندہ مقرر کرتا۔ جو نہایت ادنےٰ اور بے حیثیت آدمی ہوتا۔ تو مسٹر اظہر صاحب کو وجہ اعتراض ہوتی کہ ایسے آدمی کو مقررہ کر کے میری ہتک کی ہے۔

مگر مذکورہ بالا اشخاص پر ان کو یا ان کی مجلس کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ مگر میں نے تو خود ہی اس خیال سے کہ سکرٹری کی گفتگو سکرٹری سے اچھی رہے گی۔ صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری کو ان سے خط و کتابت جاری کرنے کو کہا۔ مگر انہوں نے اسکو بھی جواب نہیں دیا۔

مسٹر مظہر علی صاحب کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر فی الواقعہ ان کو یہ اعتراض ہے۔ کہ چونکہ میں نے مخاطب کیا ہے۔ مجھے ہی خط و کتابت کرنی چاہیئے۔ تو پھر وہ اس کا کیا جواب دینگے۔ کہ میں نے مجلس احرار اور اس کے سرداروں کو چیلنج دیا ہے۔ پھر مسٹر مظہر علی صاحب کا کیا حق ہے۔ کہ جواب دیں۔ اگر اظہر صاحب ان لوگوں کے نمائندہ ہو کر اعلان کر سکتے ہیں۔ تو میری طرف سے کوئی نمائندہ کیوں گفتگو نہیں کر سکتا۔

مگر میں چاہتا ہوں۔ کہ ان کے اس شک کا بھی مزید ازالہ کر دوں۔ اور اب میں نے یہ تجویز کی ہے۔ کہ اپنی تحریر ناظر تبلیغ کو دے دوں۔ کہ وہ میری طرف سے مباہلہ کی شرائط طے کرنے کے لئے نمائندہ ہونگے۔ جسے وہ اپنے خط کے ساتھ سکرٹری مجلس احرار کے پاس بھجوا دیں گے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس کے بعد مسٹر مظہر علی صاحب کو کوئی اعتراض ناظر تبلیغ سے جو صدر انجمن احمدیہ کا اسی طرح سکرٹری ہے۔ جس طرح اظہر صاحب مجلس احرار کے سکرٹری ہیں۔ خط و کتابت کرنے پر نہ ہوگا۔ بہر حال سب شرائط کا تحریر میں آجانا اور میدان مباہلہ کے انتظام کے متعلق سب تفصیلات کا طے ہو جانا ضروری ہے۔ تاکہ اس کے بعد کسی کو ردّ و بدل کا موقعہ نہ ہو۔ اور کسی قسم کا فریب نہ ہو سکے۔ اور جو آدمی مباہلہ کے لئے تجویز ہوں ان کے نام ولدیت مفصل پتے دونوں فریق اپنی تصدیق کے ساتھ ایک دوسرے کو مہیا کر دیں۔ اس کے بعد رضامندیٔ فریقین کے ساتھ پندرہ دن بعد کی ایک تاریخ مباہلہ کے لئے مقرر ہوگی اور اسی دن مباہلہ ہوگا۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ سب حق پسند احباب اب معاملہ کو سمجھ گئے ہونگے۔ اور وہ احرار پر زور دیں گے۔ کہ مباہلہ کی تفصیلی شرائط جماعت احمدیہ کے نمائندوں سے طے کر کے تاریخ کی تعیین کریں۔ اور اس طرح خالی اخباری گھوڑے دوڑا کر اس نہایت اہم امر کو ہنسی مذاق میں نہ ٹلائیں۔

اے بھائیو! احرار کے مذکورہ بالا جواب کی حقیقت سے آپ کو آگاہ کرنے کے لئے مباہلہ کا انتظار کئے بغیر میں اس خدائے قہار و جبار۔ مالک و مختار مفرد منزہ۔ محی اور ممیت کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اور جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ میرا اور سب جماعت احمدیہ کا بحیثیت جماعت یہ عقیدہ ہے۔ (اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کے خلاف کہتا ہے۔ تو وہ مردود ہے۔ اور ہم میں سے نہیں) کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم افضل الرسل اور سید ولد آدم تھے یہی تعلیم ہمیں بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔ اور اسی پر ہم قائم ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت اپنے آپ کو جانتے ہیں۔ اور سب عزتوں سے زیادہ اس عزت کو سمجھتے ہیں۔ بے شک ہم بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو خدا کا مامور اور مرسل اور دنیا کے لئے ہادی سمجھتے ہیں۔

لیکن ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آپ کو جو کچھ ملا۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے طفیل اور آپ کی شاگردی میں ملا ہے اور آپ کی بعثت کا مقصد صرف اسلام کی اشاعت اور قرآن کریم کی عظمت کا قیام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فیضان کو جاری کرنا تھا اور جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است
وایں آتشم ز آتش مہر محمدؐی ست
وایں آب من ز آب زلال محمدؐ است

آپ جو نور دنیا میں پھیلاتے تھے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نور کا ایک شعلہ تھا۔ اور بس۔ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جدا نہ تھے۔ اور نہ ان کے مدمقابل۔ اور اسی طرح یہ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دنیا کے دوسرے سب مقامات سے جن میں قادیان بھی شامل ہے۔ افضل اور اعلیٰ ہیں۔ اور ہم احمدی بحیثیت جماعت ان دونوں مقامات کی گہری عزت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ اور ان کی عزت پر اپنی عزت قربان کرتے ہیں۔ اور آئندہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور میں خدائے واحد و قہار کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں اس اعلان میں کوئی جھوٹ نہیں بول رہا۔ میرا دل سے یہی ایمان ہے۔ اور اگر میں جھوٹ سے یا اخفاء یا دھوکہ سے کام لے رہا ہوں تو میں اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا کرتا ہوں۔ کہ

اے خدا! ایک جماعت کا امام ہونے کے لحاظ سے اس قسم کا دھوکہ دینا نہایت خطرناک فساد پیدا کر سکتا ہے۔ پس اگر میں نے اوپر کا اعلان کرنے میں جھوٹ دھوکے یا چالبازی سے کام لیا ہے۔ تو مجھ پر اور میرے بیوی بچوں پر لعنت کر۔ لیکن اگر اے خدا میں نے یہ اعلان سچے دل سے اور نیک نیتی سے کیا ہے۔ تو پھر اے میرے رب یہ جھوٹ جو بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی نسبت میری نسبت اور سب جماعت احمدیہ کی نسبت بولا جاتا ہے۔ تو اس کے ازالہ کی خود ہی کوئی تدبیر کر اور اس ذلیل دشمن کو جو ایسا گندہ الزام ہم پر لگاتا ہے۔ یا تو ہدایت دے۔ یا پھر اسے ایسی سزا دے کہ دوسروں کے لئے عبرت کا موجب ہو اور جماعت احمدیہ کو اس تکلیف کے بدلہ میں جو صرف سچائی کو قبول کرنے کی وجہ سے دی جاتی ہے۔ عزت۔ کامیابی اور غیر معمولی نصرت عطا کر۔ کہ تو ارحم الراحمین ہے۔ اور مظلوموں کی فریاد سننے والا ہے۔ اللّٰھم آمین ✣

اے سننے والو۔ سنو! کہ میں نے اپنی طرف سے قسم کھالی ہے۔ اور قسم کھا کر اس عقیدہ کا اعلان کر دیا۔ جس پر میں اوّل دن سے قائم ہوں۔ اب احرار یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ میں مباہلہ سے گریز کرتا ہوں ✣

میں اللہ تعالےٰ سے امید کرتا ہوں۔ کہ مباہلہ ہو۔ یا نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کی نصرت اس میری قسم کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو نصیب ہوگی۔ اور پیش آمدہ ابتلاؤں یا آئندہ آنے والے ابتلاؤں سے ان کو نقصان نہ پہونچے گا۔ بلکہ انہیں زیادہ سے زیادہ کامیابی حاصل ہوگی۔ بے شک ابتلاء خدا تعالےٰ کی قائم کردہ جماعتوں کے لئے ضروری ہیں۔ مگر اصل شے نتیجہ ہے۔ جو ہمیشہ ان کے حق میں اچھا۔ اور ان کے دشمن کے حق بُرا ہوتا ہے۔ اور اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سے یہی سلوک ہوگا۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

والسلام

خاکسار

میرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ قادیان

(۳۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

203

حضرت ام المؤمنین کے بھائی میر محمد اسمٰعیل صاحب کی صحت یابی کیلئے دعا کی جائے

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن گوجرانوالہ کی طبیعت چند روز سے ناساز ہے۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے۔ کہ ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔ احباب اپنی نمازوں اور دعا کے خاص اوقات میں حضرت میر صاحب کے لئے ضرور دعا کریں ✣

میں کیونکر احمدی ہوا

(از قلم جناب راجہ علی محمد صاحب نائب مہتمم بندوبست لاہور)

اگرچہ اخبار میں آپ نے کچھ عرصہ سے یہ سلسلہ اس حسنِ نیت سے شروع کیا ہوا ہے۔ کہ ایسے اصحاب کے حالاتِ بیعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام شائع کرکے محفوظ کیئے جائیں۔ جن سے اشاعتِ احمدیت کی تاریخ پر روشنی پڑے۔ اور اس سلسلہ میں مَیں بھی چاہتا تھا کہ اپنے حالات کہ

ع ”ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم“

تک مَیں کس طرح پہنچا۔ آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ لیکن میری طبیعت میں جو شہرت و تشہیر کے مقامات سے گریز کرتی ہے۔ کبھی ایسا کرنے کے لئے جوش پیدا نہ ہوا۔ آج میں اس امر کو ایک کارِ خیر خیال کرتے ہوئے کہ شاید میرے اس بیان سے اب یا بعد میں کسی وقت کسی کو فائدہ پہنچے اپنے حاضر و ناظر۔ سمیع۔ بصیر۔ قادر و علیم خدا کی ذات واحد کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں۔ کہ مفصلہ ذیل بیان جو میرے بیعت کے حالات پر مشتمل ہے۔ میرے علم و یقین کا جو کچھ کہ میرے دل و دماغ میں محفوظ ہے۔ صحیح اور بلا کم و کاست عکس ہے۔ اور میں پھر اس علیم بذات الصدور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی جھوٹی قسم کھانا ایک بہت بڑی لعنت ہے۔ جو اُس کی محبت کے دامن سے انسان کو دُور کر دیتی ہے۔ کہ میرا یہ بیان کسی قسم کی نفسانی خواہش یا دنیوی سود و بہبود یا زینت کے محرکات کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ میں سلسلہ حقہ کی ایک امانت خیال کرتے ہوئے اس کو ادا کر رہا ہوں۔

میرا نام علی محمد ہے۔ میرے والد کا نام راجہ شاہ ولی خاں ہے۔ میں اس وقت ایکسٹرا اسسٹنٹ مہتمم بندوبست لاہور ہوں۔ میرا وطن موضع چھونبی تحصیل پنڈ دادن خاں۔ ضلع جہلم ہے میری قوم راجپوت جنجوعہ ہے۔ جو اُس علاقہ میں اس وقت ایک نہایت معزز قوم خیال کی جاتی ہے۔ اور جو کسی وقت یعنی سکھوں کے عہد سے پہلے وہاں حکمران قوم تھی میرے آباؤ اجداد کو سکھوں نے ۱۸۰۰ء کے قریب اُنکے قلعہ کرنگی سے بے دخل کیا۔ اور وہ پچاس سال کے قریب غریب الوطن رہ کر انگریزی عملداری کے ابتداء میں واپس آئے۔ لیکن کامل طور پر وہ سابقہ حقوق ملکیت حاصل نہ کر سکے۔ اور ناچار اُن کے قبضہ میں صرف وہ زمین رہ گئی جو براہ راست ان کے قبضہ میں اُس وقت تھی۔ میرے والد جبکہ میری عمر تقریباً ایک سال تھی فوت ہو گئے۔ میں اپنی تعلیم و تربیت کے لئے زیادہ تر ممنونِ احسان اپنے ماموں راجہ خان عالم خاں صاحب مرحوم کا ہوں۔ جو پنشنر تحصیلدار تھے۔ وہ ۱۹۲۶ء میں فوت ہو گئے افسوس ہے کہ اُن کو سلسلۂ حقہ میں داخل ہونے کی سعادت نصیب نہ ہوئی۔ اللہ تعالےٰ ان پر رحم کرے (آمین)

جہانتک مجھے یاد پڑتا ہے۔ سب سے پہلی بار میرے کان میں احمدیت کے متعلق جو آواز پہنچی اس کی تقریب اس طرح پیدا ہوئی کہ میں جب بالکل چھوٹا بچہ تھا۔ تو اپنے ماموں کے ساتھ جہلم شہر کے قریب دریا میں کشتی پر سوار تھا۔ غالباً اس دن سورج گرہن لگا تھا۔ اور وہ پشگوئی کہ مہدی کے زمانہ میں چاند و سورج گرہن رمضان کے مہینہ میں لگیں گے پوری ہو رہی تھی۔ کہ اس وقت میرے ماموں صاحب نے اپنے دیگر رفقاء کے ساتھ برسبیلِ تذکرہ ذکر کیا۔ کہ مرزا صاحب اس واقعہ کو اپنی صداقت میں پُرزور طور پر پیش کر رہے ہیں۔ ”مرزا صاحب“ کے لفظ کے متعلق میرے حافظہ میں یہ بات موجود ہے۔ کہ پہلی دفعہ میں نے وہاں سُنا۔ اس کے بعد ۱۹۰۲ء میں مَیں بھیرہ ہائی سکول میں انٹرنس میں پڑھتا تھا۔

اور جس محلہ میں مَیں رہتا تھا۔ اسکی مسجد کا امام حضرت صاحب کا منہ پھٹ مخالف تھا۔ اور جب کبھی مَیں صبح کی نماز کے لئے مسجد میں جاتا۔ تو اس امام کی بدزبانی سنتا جو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں کرتا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوتا۔ کہ واقعی مرزا صاحب کوئی مخالف اسلام شخص ہیں۔ انہی ایام میں مَیں ایک طالب علم کے مکان پر گیا۔ جو بھیرہ کے رہنے والے تھے۔ اور اب غالباً علیگڑھ میں پروفیسر ہیں۔ اور وہ مجھ سے ایک سال آگے دسویں جماعت میں تھے۔ کہ میں نے وہاں اُردو ریویو آف ریلیجنز کا رسالہ پڑا پایا۔ اور وہ اٹھا کر میں دیکھنے لگا۔ اسمیں ایک مضمون بعنوان ”عصمت انبیاء“ تھا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر کسی عیسائی کے اعتراضات کا جواب دیا تھا۔ اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا کے خلاف اعتراضات کا جواب اس جوش اور ولولۂ محبتِ صادقہ سے دیا تھا۔ کہ میں نے چند سطور پڑھکر استعجاب سے دریافت کیا۔ کہ اس مضمون کے لکھنے والا کون ہے تو اس وقت مجلس میں سے کسی نے جواب دیا کہ یہ ”مرزا صاحب قادیان والوں“ کا مضمون ہے۔ میں نے کہا۔ کہ ہماری مسجد والا ملاں تو ہر روز مرزا صاحب کو کافر کہتا ہے۔ اور گالیاں دیتا ہے۔ لیکن اس مضمون سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق ہیں۔ اس کے بعد اس ملاں کی دُشنام دہی کی وقعت میرے دل میں کچھ نہ رہی۔ اسکے چند دن بعد میں باہر سیر کو گیا۔ تو چند آدمیوں کو مغرب کی نماز سڑک کے کنارہ پر ادا کرتے دیکھا۔ وہ لوگ نماز کو زیادہ عمدہ تعدیل ارکان سے ادا کر رہے تھے۔ پھر میں نے اس موقعہ پر کسی سے دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ یہ ”مرزائی ہیں“۔ اس کا بھی میرے دل میں اثر رہا۔

انٹرنس پاس کرنے کے بعد ۱۹۰۵ء میں امیدوار قانونگو بھرتی ہو کر میں کرنال کے بندوبست میں کام سیکھنے کے لئے گیا۔ راستہ میں انبالہ کے سٹیشن پر ایک ایسے صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ جن سے میرے ماموں صاحب کے دوستانہ تعلقات جو کہ پہلے ”خوش وقت زندگی“ کے خوگر تھے۔ لیکن اس وقت قرآن شریف حمائل کیئے ہوئے تھے اور ان کے چہرہ سے پہلی زندگی کے آثار بالکل مفقود تھے۔ شروع میں تو شناخت میں دقت ہوئی لیکن شناخت کرنے پر بے تکلفانہ انداز میں مَیں نے کہا۔ کہ ”آپ کو یہ کیا ہو گیا ہے“۔ انہوں نے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی بیعت کرنے کا ذکر کیا۔ اس واقعہ نے بھی میرے دل پر ایک بڑا اثر چھوڑا۔ یہ صاحب سید پیر حیدر شاہ صاحب ہیں۔ آپ لاہور چوہٹہ مفتی باقر کے رہنے والے ہیں۔ اور اس وقت ان کے تعلقات قریبی لاہور سے ہیں۔

کرنال پہنچ کر مجھے ایک گاؤں میں بھیج دیا گیا۔ مَیں وہاں اکیلا تھا۔ ایک رات عشاء کی نماز کے بعد مَیں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک مختصر سوانح عمری جو غالباً کسی برھمو سماج نے لکھی ہے۔ پڑھ رہا تھا۔ جب میں اس واقعہ پر پہنچا۔ کہ طائف والوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سلوک کیا۔ تو میرے دل میں سخت درد اور قلق پیدا ہوا۔ اور زار و نزار رونے لگ گیا۔ اور میرے دل میں اس وقت جن خیالات و احساسات کا ہجوم تھا۔ وہ یہ تھا کہ آج اس زمانہ میں کروڑوں انسان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اپنی جان و مال اور ہر ایک چیز کو قربان کرنا اپنی زندگی کا مقصد یقین کرتے ہیں۔ لیکن اپنے وقت میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نور کو بھی لوگ شناخت نہ کر سکے۔ تو اے میرے مولا! اگر مرزا صاحب تیری طرف سے ہیں۔ تو مجھے انکی شناخت سے محروم نہ رکھیو۔ مَیں ایک جاہل۔ بے علم اور نادان انسان ہوں اپنی حکمت و تدبیر و تحقیق سے ان کی شناخت سے بالکل قاصر ہوں۔ اگر مرزا صاحب سچے ہیں۔ اور تیری طرف سے ...... ہیں تو تو مجھے اپنے فضل و کرم سے ان کی شناخت کا نور عطا فرمائیو۔ اور ایسا نہ ہو کہ میں اس فضل سے محروم رہ جاؤں۔

اس سے قبل بھی کئی دنوں سے میرے

عشّاقِ احمدؐ

حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات

(حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی کی زبان سے)

سید صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) ایک بار منشی اروڑا صاحب چیتا گاڑی میں چلے آرہے تھے۔ گاڑی تیز جارہی تھی کرتار پور کا سٹیشن نزدیک تھا۔ ایک بڈھا گھاس والا آگے جارہا تھا۔ کوچمین نے کہا۔ بچ جا۔ گھاس والا بھی بائیں طرف سے دائیں طرف کو مڑا اور گاڑی بھی اسی طرف مڑی۔ گھاس والا اسکے نیچے آکر کچل گیا۔ اور فوراً مرگیا۔ کوچمین نے کہا۔ منشی جی سٹیشن تو سامنے ہے۔ تم خود گاڑی لے جاؤ۔ کیونکہ خون ہوگیا ہے۔ میں کسی طرف کو بھاگ جاؤنگا منشی صاحب بولے۔ مجھو سٹیشن پر پہنچا۔ گاڑی چھوٹنے والی ہے۔ میں تجھے ترکیب بتاتا ہوں۔ یہ کہہ کر گاڑی تھانے میں لے گئے۔ اور کہا۔ کہ فلاں جگہ ایک خون ہوگیا ہے۔ آدمی مرا پڑا ہے۔ گاڑی کے نیچے آگیا ہے۔ یہ کہہ کر منشی جی تو قادیان آگئے۔ مگر ہراساں۔

یہاں آکر حضرت ـــ صاحب سے عرض کیا۔ تو تو آپ نے فرمایا۔ کوئی فکر کی بات نہیں۔ کپورتھلہ میں شور مچ گیا۔ کہ دیکھو مرزائی منشی اروڑا کوچمین اور گاڑی کو حوالات میں دیکر چلا گیا۔ جالندھر میں مقدمہ ہوا۔ عدالت نے کوچمین کو بالکل بری کردیا۔ تو آپ نے (منشی صاحب) اسے بلاکر فرمایا۔ اگر میں ایسا نہ کرتا۔ تو تو برسوں آوارہ پھرتا۔ اور پھر گرفتار ہو آتا۔

(۲)

شہزادہ عبد اللطیف صاحب کی شہادت پر خانصاحب محمد خان صاحب اور منشی محمد اروڑے خان صاحب بہت پریشان تھے۔ منشی اروڑے خاں صاحب تو بہت ہی رنجیدہ تھے۔ آپ نے اپنی عدالت میں جاکر رپورٹ کی۔ کہ ہمارا ایک بھائی کابل میں اس طرح شہید ہوگیا ہے۔ عدالت نے کہا منشی جی اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔ آپ نے غصے سے آنکھیں نکال کر عدالت کا قلم پکڑ لیا۔ کہ اس کی نظیر پیش کرو۔ کیوں تم نے ایسا کہا۔ اُس نے کہا۔ منشی جی ـــ غلطی معاف کرو۔

(۳)

سید صاحب فرماتے ہیں:۔ کہ ایک دفعہ حضرت میر ناصر نواب صاحب منشی اروڑا صاحب کے پاس چندہ لینے گئے۔ کہ لنگر مقروض ہے۔ آپ کچھ چندہ دیں۔ منشی جی نے دو روپے دیئے اور دو پونڈ نکالے۔ کہ یہ حضرت ام المومنین کی خدمت میں دے دیں۔ میر صاحب نے فرمایا۔ میں لنگر کے متعلق پوچھتا ہوں۔ کیونکہ لنگر مقروض ہے۔ منشی صاحب فرمانے لگے۔ میں نے کوئی چندہ نہیں پڑھا۔

(۴)

ایک بار کپورتھلہ کے فراش خانے میں پرانے کوٹوں کا نیلام ہوا۔ اور نئی وردیاں ملنے کا حکم ہوا منشی اروڑے خاں صاحب دو روپے میں ایک پرانا کوٹ خرید لائے۔ محمد خاں صاحب بہت ناراض ہوئے۔ کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ فرمانے لگے۔ میں نے زندگی گذارنی ہے۔ اس کوٹ سے جاڑا بخوبی گزر جائیگا۔ بعد کو کسی غریب کو دے دونگا۔ مجھے کیا ضرورت ہے۔ کہ تکلفات کے کوٹ بناؤں۔

(۵)

آپ کو ہر وقت یہی خواہش ہوتی۔ کہ کچھ جمع ہو۔ وہ حضرت صاحب اور حضرت ام المومنین کی کی خدمت میں پیش کریں۔ اور اس صورت سے جمع کرتے تھے۔ کہ ایک دنیا دار بھی اس صورت سے جمع نہیں کرتا۔

(۶)

سید صاحب بیان فرماتے ہیں:۔ کہ ایک بار منشی صاحب کو سو روپے انعام ملے۔ تو آپ اپنے بھائی کو جو درزی کا کام کرتا تھا۔ بلایا۔ فرمانے لگے۔ کہ ایک روپے میں دو کُرتے تیار کردے اس نے کہا منشی جی یہ تو مشکل ہے۔ فرمایا میں ایک روپے سے زیادہ خرچ نہیں کرونگا۔ اس نے کہا اچھا میں کوشش کرونگا۔ اور باقی ننانوے ۹۹ روپے حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیئے۔

جب پنشن آتی تو کہتے عزیز الرحمٰن۔ درزی کے ہاں سے کوئی صاف لٹھے کا ٹکڑا لاؤ۔ پھر اسمیں باندھ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتے۔

(۷)

حضرت ام المومنین کے اخلاق فاضلہ کی ایک بات

سید صاحب فرماتے ہیں:۔ ایک بار میں اور منشی اروڑا صاحب قادیان آئے میں چونکہ پان میں تمباکو کھایا کرتا تھا۔ منشی صاحب نے حضرت ام المومنین کو کہلا بھیجا۔ کہ تین ٹکڑے پان کے درکار ہیں۔ انہوں نے اندر سے پان لگاکر بھیج دئے۔ تھوڑی دیر بعد منشی صاحب نے پھر آدمی بھیجا۔ کہ تین ٹکڑے اور بھیج دیں۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا۔ کہ یہی ایک پان تھا۔ اسکے دو ٹکڑے بناکر بھیجتی ہوں۔ تمکو تو ہم نے پان بھیج دیئے۔ مگر خود ہم نے لسوڑی کے پتے کھائے ہیں۔ جب کبھی گھر میں پان ختم ہو جاتے۔ تو حضور محض پان کے لئے بٹالے کو یکہ بھیجتے۔

(۸)

عزیز الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں:۔ منشی اروڑا صاحب

جدید مہمان خانہ کا سنگِ بنیاد

۳؍ نومبر کی صبح کو سات بجے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے قدیم مہمان خانہ کے ساتھ کے پڑے ہوئے ٹکڑے پر جدید مہمانخانہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اور لمبی دعا فرمائی۔ اس کے بعد ناظر صاحب ضیافت کی طرف سے ایک سو احباب کو دعوت چاء دی گئی۔ مہمانخانہ کی یہ تعمیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک کھلا کھلا نشان ہے۔ ایک دن تھا۔ کہ کوئی قادیان کو جانتا تک نہ تھا۔ پھر اس حالت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ * یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

چنانچہ خدا تعالیٰ نے پھر لوگوں کے دلوں کو اس طرف پھیرا۔ اور مہمانوں کی آمد شروع ہوئی۔ اور ابتدا میں آنیوالے **الدار** کے کسی نہ کسی حصے میں ٹھیرتے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے **وَسِّعْ مَکَانَکَ** کا ارشاد فرمایا۔ کہ اپنے مکانوں کو وسیع فرما۔ اور آنیوالوں کے کھانے پینے کیلئے ایک فرشتہ کے ذریعے شہادت دی کہ **یہ نان تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کیلئے ہے**۔ چنانچہ لنگر خانہ اور مہمان خانہ کی بنیاد رکھی گئی۔ جو دن بدن وسعت حاصل کرتے چلے گئے۔ اور اب سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ مہمانخانہ کی مزید توسیع ہو۔ کیونکہ آنیوالوں کا ایک نہ رُکنے سمندر ہر وقت بہتا رہتا ہے۔ ہمکو یقین ہے۔ کہ جلد یہ عمارت بھی ناکافی ہوگی۔ اور پھر کسی اس سے بھی بڑی عمارت کی ضرورت ہوگی۔ پس یہ **رجوع خلائق**۔ یہ **وسعتِ مکانات** یہ **تقسیم نان**۔ یہ سب اس زمانہ کے نبی کی صداقت کا نشان ہیں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا اور دیکھ رہے ہیں ٭

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور پوتی کی ولادت

یہ خبر تمام جماعت نہائت مسرت اور شادمانی سے سنے گی۔ کہ اللہ تعالےٰ بڑی سرعت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کو بڑھا رہا ہے۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا۔ کہ "اک سے ہزار ہویں" قبولیت کا رنگ دکھا رہی ہے۔ گذشتہ نمبر میں ہم ...... صاحبزادی سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے بطن مبارک سے لڑکے کی پیدائش کی خبر دے چکے ہیں۔ اور آج کی اشاعت میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب۔ ایم۔ اے کے مشکوے معلےٰ میں صاجزادی کی ولادت کی خبر شائع کر رہے ہیں۔ صاجزادی موصوفہ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم کے ماتحت ۱۴ ر نومبر کی صبح کو پیدا ہوئیں۔

اللہ تعالےٰ اسے والدین اور خاندانِ نبوت کے لئے قرۃ العین بنائے۔ اور وہ دُنیا کے لئے نُور اور ہدایت ہو۔ اور اپنی دادی کی طرح مریمی صفات کی وارث ہو۔ آمین

ہم اس تقریب پر تمام خاندانِ نبوت اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب قبلہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

کے پاس کبھی خرچ کے بعد ایک کوڑی تک نہیں بچتی تھی۔ ایک مرتبہ لڑکی کی شادی آن پڑی چونکہ پاس کوئی پیسہ نہ تھا۔ اس لئے فیصلہ کیا۔ کہ جب تک لڑکا حضرت صاحب کی بیعت نہ کرے اس وقت تک نکاح نہیں کرونگا۔ بیعت کراکر نکاح کی تاریخ مقرر کردی۔ ایک دوست سے پچاس روپے قرض لئے۔ اور انکی مصری منگائی اور ہر ایک تھالی میں آٹھ آٹھ آنے کی مصری لگا کر سب عزیزوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کردی۔ نکاح کے دن لین دین (نیوتہ) کی فہرست نکالی۔ ایک صراف کھوٹا کھرا روپیہ دیکھنے کے لئے بلایا ایک منشی بٹھایا۔ اور مجھے خزانچی مقرر کیا۔ جس کا نیوتہ آتا۔ اپنی فہرست میں اس کا نام دیکھتے۔ مثلاً اگر کسی کا نیوتہ بیس روپے آیا ہے۔ تو فہرست دیکھتے کہ میرے اس کی طرف پانچ روپے ہیں۔ تو میں ہیں سے پانچ روپے نکال لیتے۔ اور باقی پندرہ روپے اسے واپس کر دیتے۔ اس طرح اپنے ذمہ کسی کا کچھ نہ رکھتے۔ لیکن اگر کسی سے انہوں نے نیوتے کے دس روپے لینے ہوتے اور وہ پانچ دیتا۔ تو اسے کچھ نہ کہتے۔ جس کسی کو زیادہ ہونے کی وجہ سے واپس کرتے۔ تو اس سے کہدیتے۔ کہ بھائی میں نے اب اور کوئی بچہ نہیں بیاہنا اب میں فارغ ہوں۔ اسلئے روپے واپس کرتا ہوں اس صورت سے نیوتے کے جتنے روپے ہوتے ان میں سے پچاس روپے جو قرض لئے مصری منگائی تھی۔ وہ ادا کر دئے۔ اور باقی میں لڑکی کے کپڑے زیور وغیرہ بنا کر لڑکی کو رخصت کر دیا۔ مجھے کہنے لگے۔ کہ یہ لوگ برسوں سے انتظام کرتے ہیں۔ ان کے ہاں اکثر دفعہ گھر میں چوری ہو جاتی ہے نقب لگ جاتی ہے۔ یا لڑکی مرجاتی ہے تو اس انتظام کا کیا فائدہ ہوتا ہے۔ دیکھو ہم کیسی جلدی فارغ ہو گئے۔

(۹)

سید صاحب فرماتے ہیں۔ ایک بار میں اور منشی اروڑا صاحب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گرمیوں کے دن تھے۔ حضور فرمانے لگے۔

پہلے باغ کے کوئیں پر جاکر غسل کر آؤ

غسل کرنے کے بعد ہم پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب نے بید مشک کی گاگر ...... اور برف منگائی ایک ــــ بڑے لوٹے میں شربت بنایا اور فرمانے لگے۔

منشی جی شربت پیو۔

ایک گلاس حضرت صاحب نے خود بنا کر منشی صاحب کو دیا۔ پھر دوسرا گلاس دیا۔ منشی صاحب نے عرض کیا۔ حضور بس حضور نے فرمایا۔ منشی جی ابھی بس کیسے تین چار گلاس تو پیو۔ پھر ایک گلاس اور دیا۔ اور اس کے بعد حضور نے ہم کو بھی شربت پلایا۔

نیشنل لیگوں کے چندوں کے متعلق

ایک ضروری اعلان

ابھی تک چونکہ ہمیں یہ علم نہیں۔ کہ نیشنل لیگوں کے ممبران نے اپنے ذمہ کس قدر ماہوار یا سالانہ چندہ لگایا ہے۔ اس لئے جب کسی نیشنل لیگ کی طرف سے کوئی رقم موصول ہوتی ہے۔ تو کوئی اندازہ نہیں ہوتا۔ کہ اس لیگ کے ذمہ کتنا چندہ تھا۔ مرکزی لیگ نے ہر ایک لیگ کا الگ الگ کھاتہ کھولا ہوا ہے۔ تاکہ حساب کے دیکھنے اور سمجھنے میں سہولت ہو۔ اس اعلان کے دیکھتے ہی سکرٹری صاحبان ہمیں اپنی اپنی لیگ کے مجموعی ماہوار یا سالانہ چندہ سے آگاہ فرما دیں۔ ہر ایک ممبر کے چندہ کی الگ الگ تشریح کی ضرورت نہیں۔ صرف اس قدر تحریر کرکے ارسال فرمائیں۔ کہ کل ممبران کی تعداد اتنی ہے۔ جس میں سے اتنے ممبر اس قدر چندہ دینے والے ہیں۔ اور باقی ممبران اس قدر۔ مثلاً

نام انجمن	کل ممبران
الف	۳۰

۵ ممبران کا چندہ فی ممبر ۱۴ ر سالانہ ۔ ۱/۴
۲۰ ممبران کا چندہ فی ممبر ۸ ر سالانہ ۱۰ روپے
۵ ممبران کا چندہ فی ممبر ۶ روپے سالانہ ۳۰ =

کل (۳۰) ممبران مجموعی چندہ سالانہ اکتالیس روپے چار آنے

یہ نمونہ کے طور پر لکھا گیا ہے۔ ہر ایک لیگ اپنے اپنے حالات کے مطابق اس قسم کا نقشہ تیار کرکے فی الفور مرکزی لیگ کو ارسال کر دے امید ہے۔ کہ یاددہانی کی ضرورت نہ ہوگی۔

(سکرٹری دی آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور)

ولادت

(۱) شیخ غلام حسین صاحب لدھیانوی جو الحکم کے مخلصین وانصار میں سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے انکو فرزند عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ بچے کی درازیٔ عمر اور نیکی اور سعادت کے لئے دعا کریں۔

(۲) شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی جو سلسلہ کے پرانے مہاجرین میں سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انکو پہلی پوتی عطا فرمائی ہے۔ احباب اس بچی کے لئے بھی دعا فرمادیں۔ کہ وہ نیک اور خادم دین ہوکر لمبی عمر پائے۔ (آمین)

لاہور ہائی کورٹ میں مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے خلاف درخواست ہائے نگرانی کی سماعت

گورنمنٹ ایڈووکیٹ اور سر تیج بہادر سپرو کی سیشن جج گورداسپور کے فیصلہ پر مدلل نکتہ چینی

لاہور ۱۹ اکتوبر۔ مولوی عطاء اللہ کے مقدمہ میں مسٹر ڈی۔جی کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف آج آنریبل مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم کے روبرو اپیل پیش ہوئی۔ اس فیصلہ میں سشن جج نے گورنمنٹ افسران کے طریق کار کے متعلق حملے کئے اور احمدیوں پر بھی شدید الزامات عاید کئے۔ آج ہائی کورٹ میں گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے عدالت سے درخواست کی کہ سشن جج کے چند ریمارکس فیصلہ سے حذف کر دیئے جائیں۔ احمدیوں کی طرف سے ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو پیش ہوتے عدالت میں داخلہ کے لئے خاص اجازت نامے حاصل کرنے پڑتے تھے۔ کمرہ عدالت حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔

گورنمنٹ ایڈووکیٹ کی درخواست

دیوان رام لال گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے درخواست پیش کرتے ہوئے کہا کہ مولوی عطاء اللہ کے مقدمہ میں فاضل سشن جج نے گورنمنٹ کے نظام پر حملے کئے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ ملزم کی سزا میں توسیع کر دی جائے اور نہ ہی میری یہ خواہش ہے کہ کسی فریق پر اس کا اثر ہو۔ لیکن جو ریمارکس اس فیصلہ میں گورنمنٹ کے خلاف کئے گئے ہیں ان سے نظم ونسق کو سخت دھکا لگے گا۔ گورنمنٹ کے خلاف ریمارکس واقعات کے لحاظ سے بالکل غلط ہیں۔ اور ریکارڈ میں ان کے جواز میں کوئی شہادت نہیں ہے۔ فاضل سشن جج نے جرم کو بحال رکھا ہے۔ اور سزا چھ ماہ سے گھٹا کر جرمانہ کر دی لیکن عطاء اللہ کے خلاف جرم ثابت کرنے کے باوجود سزا حکومت اور احمدیوں کو دیدی۔ اور ان کے خلاف نہایت سخت ریمارکس کئے ہیں۔

پولیس کے خلاف غلط الزامات

دیوان رام لال نے متنازعہ حصے پڑھ کر سنائے۔ اور کہا کہ فیصلہ میں لکھا ہے۔ کہ قادیانی نہایت ظلم کر رہے ہیں۔ ایک شخص کا قتل کیا گیا پولیس میں رپورٹ کی گئی۔ لیکن مرزائی طاقت اس قدر ہے۔ کہ پولیس نے کوئی ایکشن نہ لیا۔ یہ پولیس کے خلاف سخت الزام ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پولیس نے تفتیش کی۔ اور شہادتیں لینے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچی کہ مقتول نے قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ اور ملزم نے اپنی جان کی حفاظت میں اس کو قتل کر دیا۔ اس لئے اس کا چالان نہ کیا گیا اور نہ ہی اسکی کوئی ضرورت تھی۔

متوازی عدالتیں قائم کرنیکا غلط الزام

دوسرا الزام سشن جج نے یہ عاید کیا ہے کہ قادیان میں متوازی عدالتیں قائم کی گئی ہیں۔ اور ان میں دیوانی اور فوجداری مقدمات کے فیصلے ہوتے ہیں۔ لیکن حکومت اس شرانگیزی کو نہیں روکتی اور قادیانیوں کی ناجائز حمایت کر رہی ہے۔ سرکاری وکیل نے اس کی تردید کی اور کہا کہ ان کی اپنی پنچائتیں بنی ہوئی ہیں۔ ان کی عدالتی حیثیت نہیں ہے۔ جہانتک حکومت کی پالیسی کا تعلق ہے۔ وہ ہر حالت میں غیر جانبدار ہے۔ اور کسی فریق کے ساتھ جانبدارانہ سلوک کرنے کو تیار نہیں۔ ہاں اگر قانون کا احترام کرانے کی ضرورت درپیش ہو تو حکومت کی مشینری پورے زور کے ساتھ حرکت میں آتی ہے۔ اس لئے یہ دونو الزامات غلط ہیں اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان حصوں کو بے بنیاد اور ناجائز قرار دے کر حذف کرایا جائے۔ تاکہ دوسرے معاملات پر اس کا اثر نہ پڑے۔

جرم اصطلاحی نہیں

دیوان رام لال نے کہا کہ تیسری چیز قابل اعتراض یہ ہے کہ فاضل جج نے لکھا ہے کہ دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت جو جرم سرزد ہوا ہے وہ محض اصطلاحی ہے۔ حالانکہ فاضل جج نے خود تسلیم کیا ہے کہ تقریر اشتعال انگیز ہے۔ احمدیوں اور احراریوں کے درمیان کشمکش مسلمہ ہے۔ اور اس تقریر سے لازمی طور پر اشتعال پیدا ہوا۔ اس لئے اس معاملہ میں اصطلاحی نوعیت نہیں دی جاتی۔ لہذا اس کے متعلق بھی عدالت کا فیصلہ درکار ہے۔

سر تیج بہادر سپرو کی بحث

ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو نے نہایت پر زور انداز سے تقریر شروع کی۔ اور کہا یہ معاملہ ملک معظم کی رعایا کے دو طبقوں کے ہی وقار کا نہیں ہے۔ بلکہ عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ اس معاملہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے کہ عدالتوں کو ذاتی معاملات میں کہاں تک نکتہ چینی کرنیکا اختیار ہے۔ اس کیس میں احمدیوں کے خلاف فاضل جج نے حملے کئے ہیں۔ حالانکہ وہ فریق مقدمہ نہ تھے۔ اور ان کو سننے بغیر یہ فیصلہ دے دیا گیا ہے۔ ہمیں آج یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ایسے معاملات میں عدالتوں کو کہاں تک جانے کا حق حاصل ہے۔ اور آیا عدالت ذاتی حملے کر سکتی ہے یا نہیں۔

اس مقدمہ کی تاریخ کچھ اس طرح ہے کہ احمدی اور احراری طبقہ کے درمیان جھگڑا ہے۔ احراریوں نے ۲۱ر اکتوبر کو قادیان میں ایک کانفرنس کی۔ اور اس کی صدارت کے لئے ملزم کو چنا گیا۔ جس کے متعلق فاضل سشن جج نے ریمارک کیا ہے کہ اس شخص کے اندر مقناطیسی قوت ہے۔ وہ حاضرین کو مسحور کر دیتا ہے۔ اور ہجوم کو جس طرف چاہے دھکیل کرلے جاتا ہے۔ وہ صلح کا مشن لے کر قادیان میں گیا تھا۔ شاید اسی طرح جس طرح اٹلی اور ابے سینیا کا ہے (قہقہہ)

جسٹس کولڈ سٹریم۔ آپ غالباً یہ پسند نہیں کریں گے کہ میں فیصلہ میں اٹلی اور ابے سینیا پر بحث کروں۔

جاہلوں کے روبرو شعلہ بیانی

ڈاکٹر سپرو نے بحث جاری رکھتے ہوئے کہا کہ عطاء اللہ جیسے شعلہ بیان آدمی نے جاہل اور ناخواندہ طبقہ کے سامنے ہنگامہ خیز تقریر کی۔ اور اس میں احمدیوں کے خلیفہ کے خلاف شدید الزامات عاید کئے۔ موجودہ مرزا صاحب اور ان کے پیروؤں پر شدید حملے کئے گئے۔ لیکن اس کے باوجود مرزا صاحب نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔ اور حکومت کی مشینری نے ضروری سمجھا کہ اس کے خلاف کارروائی کرے۔ اور عطاء اللہ کے خلاف مقدمہ چلایا گیا۔ میں مجسٹریٹ کے صبر کی داد دیتا ہوں۔ کہ اس نے ہر معاملہ کو ڈیفینس میں پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ میں یہ کہہ چکا ہوں کہ احمدی حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیغمبر تسلیم کرتے ہیں اور قادیانی مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بھی پیغمبر مانتے ہیں۔ اور اس معاملہ میں مختلف فریقوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور اس کانفرنس سے قدرتی طور پر یہ اختلاف بڑھنے کا احتمال تھا۔ لہذا احرار کانفرنس ایک میل کے فاصلہ پر آریہ سکول میں منعقد ہوئی۔

غیر متعلقہ سوالات

سر تیج بہادر سپرو نے کہا۔ عدالت ماتحت میں ملزم نے اپنی صفائی میں ایک سو سے زیادہ گواہ طلب کئے۔ اس میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کو بھی بلایا گیا اور مرزا بشیر الدین محمود احمد سے ان کے والد کے چال چلن کے متعلق بیسیوں سوالات کئے۔ حالانکہ انکا مقدمہ کے ساتھ قطعاً کوئی سروکار نہ تھا۔ اور میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ عدالت ماتحت میں ایک تماشہ ہو رہا تھا جس میں عطاء اللہ شاہ ہیرو تھا۔ حکومت نے عطاء اللہ پر مقدمہ چلایا۔ اور عطاء اللہ نے ڈیفینس کے بہانہ سے احمدیوں کے اور گورنمنٹ کے خلاف طوفان مچا دیا۔ حالانکہ یہ سراسر ناجائز تھا۔ اور کسی عدالت کو اس بات کا حق نہیں تھا کہ دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت مقدمہ میں کسی اور مذہب یا فرقہ پر سوالات کی صورت میں نکتہ چینی کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ جسے جواب دہی کی قانوناً کوئی گنجائش نہ ہو۔ اس مقدمہ میں ملزم نے صفائی میں دوسرے مذاہب پر حملے کئے ہیں۔ اور ڈیفینس میں اپنے طریق کار کو حق بجانب قرار دیا ہے۔ یہ ڈیفینس نہایت مضحکہ خیز ہے۔ اور اگر عدالتوں میں اس قسم کے شرانگیز ڈیفینس کی اجازت ہو سکتی ہے تو بہتر ہے تعزیرات ہند سے دفعہ ۱۵۳ (الف) اور دفعہ ۱۲۴ (الف) نکال دی جائیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ کوئی ایڈیٹر اخبار میں مضمون لکھے جس میں گورنمنٹ کو ظالم اور جابر قرار دے۔ اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔ اور وہ عدالت میں آکر شہادتیں پیش کرے کہ فلاں جگہ حکومت نے گولیاں چلائیں۔ فلاں جگہ ظلم کیا گیا۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا ڈیفینس نہ صرف غیر متعلقہ بلکہ غیر معقول بھی ہے۔

عجیب وغریب فیصلہ

ڈاکٹر سپرو نے بحث جاری رکھتے ہوئے کہا

کہ فاضل جج نے نہایت عجیب و غریب فیصلہ لکھا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ عطاء اللہ شاہ کی تقریر پر کوئی بسیط تبصرہ کرے۔ اس نے احمدیہ مذہب کے بانی اور اس کے پیرووں پر نہایت نا ملائم الفاظ میں تنقید کی ہے۔ اور ایسے واقعات لکھ مارے جن کا مقدمہ کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ مرزا غلام احمد پلومر کمپنی کی طاقت بخش (Tonic) شراب استعمال کیا کرتے تھے۔ اور اس کے عادی تھے حالانکہ یہ غلط ہے۔ اور اس کے متعلق ریکارڈ پر شہادت صرف اس قدر موجود ہے کہ ایک مرتبہ طبی ضروریات کے پیش نظر یہ چیز منگوائی گئی تھی۔ سیشن جج نے خواہ مخواہ اسے گھسیٹ لیا۔ عطاء اللہ نے قادیانیوں کو "انگریزوں کا دم کٹا کتا" کہا ہے۔ اور اس کے جواز میں مختلف گواہوں سے سوالات کئے گئے ہیں جو سراسر ناجائز اور ناواجب ہیں۔ سیشن جج نے احمدی مذہب کی خامیوں پر تنقید کی ہے۔ حالانکہ دنیا کی کسی عدالت کو اس بات کا اختیار نہیں کہ وہ کسی مذہب کے سچے یا جھوٹے ہونے کے متعلق کوئی فیصلہ صادر کرے۔ اور نہ ہی ان باتوں کا واقعات مقدمہ کے ساتھ کوئی دور یا نزدیک کا تعلق تھا۔

چالیس سالہ واقعات پر تبصرہ

سیشن جج کو ہرگز اس بات کا حق نہیں تھا۔ کہ وہ چالیس سالہ واقعات پر تبصرہ کرتے۔ انہوں نے ایک اعتراض یہ کیا ہے کہ قادیان میں خانہ ساز عدالتیں ہیں وہ سمن اور سٹیمپ کا استعمال کرتی ہیں۔ اور اس طرح مرزا صاحب نے متوازی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ حالانکہ اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے۔ کہ وہاں صرف احمدیوں کے لئے پنچائتیں بنی ہوئی ہیں۔ وہ گھریلو فیصلے کرتی ہیں۔ اور اس میں صرف وہ معاملات پیش ہوتے ہیں جو قابل دست اندازی پولیس نہیں۔

غیر متعلقہ امور

اس کے بعد سر سپرو نے عبد الکریم ایڈیٹر مباہلہ کے واقعات پیش کئے۔ اور کہا کہ صفائی میں ایسا مواد جمع کیا گیا ہے جس کا مقدمہ کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اور فاضل سیشن جج نے غیر متعلقہ امور پر اظہار رائے کیا ہے۔ جو کہ قطعاً خلاف قانون ہے۔ اور یہ حصے جن میں مرزا صاحب کے مذہب اور ان کے اعمال پر مخالفانہ نکتہ چینی کی گئی ہے فیصلہ سے حذف کر دینے چاہئیں۔ اس کے بعد اجلاس لنچ کے لئے ملتوی ہوا۔

سر تیج بہادر سپرو نے اپنی بحث کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ کسی مقدمہ کی سماعت میں جوڈیشنل آزادی اور انصاف کا اصول شامل ہے۔ یعنی دونوں پارٹیوں سے مساوی سلوک۔ خاص کر اس پارٹی کے لئے جو عدالت میں حاضر نہ ہو اور اس کی طرف سے نمائندگی نہ کی گئی ہو۔ احمدی دوسرے فریق سے ہیں۔ کیونکہ قانوناً عدالت ماتحت میں وہ اپنی طرف سے وکیل پیش نہیں کر سکتے تھے۔ احمدیوں کے خلاف جو ریمارکس پاس کئے گئے حالات کی یکطرفہ نمائندگی پر منحصر ہیں۔ اور نہ ہی احمدیوں کو موقعہ ملا کہ وہ کسی قسم کا اعتراض پیش کر سکیں۔

مجلس احرار اور عطاء اللہ نے اس مقدمہ کو غنیمت اور ایک خدائی نعمت سمجھا۔ اور انہیں موقعہ مل گیا کہ احمدیوں کو بطور گواہ عدالت میں طلب کر سکیں۔

قانون کا ناجائز اور غلط فائدہ اٹھایا گیا

سر سپرو نے مزید کہا کہ اس مقدمہ میں قانون کا ناجائز فائدہ اٹھایا گیا۔ اور قانون کی آڑ میں احراریوں نے اپنے دشمنوں کو گواہوں کے کٹہرہ میں بلا کر ان پر طویل جرح کی۔ اور ان سے عجیب عجیب سوال کئے گئے۔ جن کا جواب صرف ہاں یا نہ میں لیا جاتا تھا۔ اور کسی گواہ کو جواب کی تشریح کی اجازت نہ دی جاتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ احمدیوں کے معاملات کو بالکل غلط روشنی میں ظاہر کیا گیا۔ اور یہ قانون کی کارروائی کا غلط استعمال ہے۔ سر سپرو نے اپنی دلیل کے حق میں پریوی کونسل کے مقدمات کا حوالہ دیا۔ اور کہا کہ یہ کیس ایسا تھا جس میں کسی فرقہ کے خلاف نفرت پھیلانے کے کام کو روکا جانا چاہیئے تھا۔ لیکن نتیجہ بالکل برعکس ہوا ہے۔ اس مقدمہ کی کارروائی سے اس بیان کردہ نفرت کو زیادہ پھیلایا گیا ہے۔

مقدمہ ڈھونگ تھا

سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں سارا مقدمہ ایک ڈھونگ (Farce) کے مترادف تھا۔ عدالت قانون میں کسی شخص کے عقیدہ یا مذہب کے متعلق اعتراض یا تحقیقات نہیں ہو سکتی۔ سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت کو مذہبی بحث مباحثہ کے اکھاڑہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ عطاء اللہ کی طرف سے ۱۸۱ گواہوں کے نام دیئے گئے جن میں سے ۷۵ کی شہادت قلمبند کی گئی۔ استغاثہ کے بھیس میں احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کسی کے متعلق ریمارکس واجب اور ایسے ہونے چاہئیں جو اشتعال انگیز اور نفرت پھیلانے والے نہ ہوں۔ لیکن اس مقدمہ میں جو ریمارکس پاس کئے گئے وہ واجب بھی نہیں تھے اور نفرت پھیلانے والے بھی تھے۔ اور چھ سات ماہ تک اس مقدمہ کے چلنے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلانے والے خیالات کی اشاعت پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

فیصلہ کے ورق قینچی سے کاٹ دو۔

سر سپرو نے مزید کہا کہ میں پوری دیانتداری اور صدق دلی سے کہتا ہوں۔ کہ اگر اس فیصلہ کے پہلے چھ صفحات کاٹ کر پھینک دیئے جائیں تو فیصلہ پر اس کمی کا کچھ اثر نہ ہوگا (سر سپرو کے اس ریمارک پر جج ہنس پڑا)

الزامات کا جواب

سر تیج بہادر سپرو نے الزامات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ مرزا صاحب قادیان احمدیوں کے مذہبی پیشوا ہیں اور اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب کے کافی پیرو ہیں۔ کبھی فوجداری کے مقدمات کا فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ اگر کبھی کوئی جھگڑا پیش بھی ہو تو وہ دیوانی نوعیت کا ہوتا ہے۔ اور مرزا صاحب کا فیصلہ بھی وہی لوگ مانتے ہیں جو ان کے عقیدت مند ہیں ورنہ ایسی کئی مثالیں ہیں کہ وہاں کی پنچائت کے فیصلوں کو نہ مان کر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ متوازی گورنمنٹ کے متعلق بھی فیصلہ میں شہادت کے مطابق ریمارکس پاس ہوئے ہیں۔ والنٹیئر ہر جگہ ہوتے ہیں۔ صرف والنٹیئروں کی قواعد سے متوازی گورنمنٹ کا لفظ استعمال کر دینا واجب نہیں۔ جہاں تک محمد امین کے قتل کا تعلق ہے اس کے واقعات یہ ہیں۔ کہ مقتول نے حملہ کیا اور حفاظت خود اختیاری میں اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اور اور پولیس نے اسکا چالان کرنا بے فائدہ سمجھا۔ دوسرے قتل میں قاتل کی قبر پر دعا پڑھنے اور اس سے ہمدردی کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب احمدیوں کے پیشوا ہیں۔ قاتل قتل کے بعد اپنے فعل پر پچھتایا اور مرزا صاحب سے درخواست کی کہ وہ اس کے حق میں دعا کریں کہ اس کا جرم معاف کرا دیں خلیفہ کی حیثیت سے مرزا صاحب نے جو کچھ کیا اس میں ناجائز بات کوئی بھی نہ تھی۔ جہاں تک لوگوں کو شہر بدر کرنے کا تعلق ہے۔ صرف ایک کیس ایسا ہوا ہے جس میں ایک شخص کو مرزا صاحب نے کہا کہ ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں وہ شخص چلا گیا اور پھر واپس نہیں گیا۔ اس کو کسی نے واپس آنے سے منع نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس پر کہیں حملہ وغیرہ کیا گیا۔ اس کے بعد اجلاس کل پر ملتوی ہوا۔ اس سلسلہ میں قابل ذکر بات یہ ہے۔ کہ جب تک سر تیج بہادر سپرو بحث کرتے رہے تمام اصحاب اور فاضل جج نہایت دلچسپی سے ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے۔ (الفضل)

دوسرے دن کی بحث

لاہور ۲۲ ر اکتوبر۔ آج پھر آنریبل مسٹر جسٹس کولڈسٹریم کے اجلاس میں مولوی عطاء اللہ کے مقدمہ کے سلسلہ میں مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ سے چند فقرے حذف کرانے کے لئے درخواست پر بحث ہوئی۔ کمرۂ عدالت حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ اور گیلری میں بھی گنجائش نہیں تھی داخلہ بذریعہ پاس تھا۔ آج بھی کارروائی ڈاکٹر سپرو کی تقریر سے شروع ہوئی۔

ڈاکٹر سپرو کی تقریر

ڈاکٹر سپرو نے اپنی بحث کو جاری رکھتے ہوئے مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ سے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ اور کہا۔ کہ ان کا واقعات مقدمہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ فیصلہ میں فاضل سشن جج نے لکھا ہے۔ کہ قادیان میں قتل و غارت کا بازار گرم ہے۔ اور کھلی ہوئی قانون شکنی کی جا رہی ہے۔ لیکن یہ سراسر غلط ہے۔ موجودہ لیڈر جماعت احمدیہ نے کھلے طور پر قتل اور تشدد کی مذمت کر دی ہے اور اس امر کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ کہ محمد امین مقتول کی مرزا صاحب کے ساتھ کوئی عداوت تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کا اعلان پڑھ کر سنا دیا۔ اور کہا کہ اس کی موجودگی میں قتل کا الزام بے معنی ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہا گیا ہے

کہ عبدالکریم جب قادیان سے چلا گیا۔ تو اس کے مکان کو آگ لگا دی گئی۔ لیکن یہ بھی غلط ہے کیونکہ وہ مکان سمال ٹاؤن کمیٹی نے گرایا تھا۔ اور مرزا صاحب کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس لئے میرا مطالبہ ہے۔ کہ ان ریمارکس کو فیصلہ میں سے نکال دیا جائے کیونکہ (۱) ان واقعات کا عطاء اللہ کے مقدمہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ (۲) فاضل جج کے ریمارکس شہادت کی بغیر یا غلط واقعات کی بنا پر ہیں۔ (۳) جج کے ریمارکس غیر ضروری اور سخت ہیں۔

غلط ڈیفینس

سر سپرو نے کہا۔ کہ مولوی عطاء اللہ کے مقدمہ میں ڈیفینس یہ کیا گیا۔ کہ جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر اور ملعون کہا۔ لیکن یہ سراسر غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے صرف دشمنوں کو کہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کی تحریر پڑھ کر سنائی جس میں دشمنوں کو جنگلی خنزیر اور ان کی عورتوں کو کتیا کہا۔ علاوہ ازیں یہ تو سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص قابل اعتراض زبان استعمال کرے تو اس کے جواب میں اس سے زیادہ قابل اعتراض الفاظ استعمال کئے جائیں۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ پچاس سال پیشتر کی کہی ہوئی کسی بات کی بنا پر ۱۹۳۴ء میں نا ملائم الفاظ استعمال کر دئے جائیں۔ اس لئے ان باتوں کا مقدمہ کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور انہیں فیصلہ سے الگ کر دیا جانا چاہیئے۔

جج:۔ میں یہ تو سمجھ سکتا ہوں۔ کہ جن واقعات کا شہادت میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ انہیں حذف کر دیا جائے۔ لیکن جن امور کے متعلق عدالت ماتحت نے صرف اظہار رائے کیا ہے؟

سر سپرو:۔ جن معاملات کے جواز میں کوئی شہادت موجود نہیں ہے۔ انہیں تو عدالت حذف کر سکتی ہے۔ ہائی کورٹ کے اختیارات اس معاملہ میں وسیع ہیں۔ اور وہ کسی معاملہ میں مداخلت کر سکتی ہے۔ لیکن اگر بعض اصطلاحی وجوہ کی بنا پر کوئی حصہ حذف نہ کیا جا سکے تو عدالت کو اس امر کا پورا اختیار ہے۔ کہ یہ رائے ظاہر کر دے کہ عدالت ماتحت نے ناروا زبان استعمال کی ہے اور عدالت کے اختیارات سے تجاوز ہوا ہے۔

مرزا صاحب قادیان فریق مقدمہ نہ تھے۔ ان کے خلاف اور ان کی جماعت کے خلاف نہایت غیر مناسب الفاظ فیصلہ میں لکھے گئے۔ حالانکہ انہیں اس ضمن میں صفائی پیش کرنے کا کوئی موقعہ نہیں دیا گیا۔ کیا یہ عدالت کے اختیارات کا جائز استعمال ہے۔ مجھے درخواست نگرانی دائر کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ میں اپیل نہیں کر سکتا۔ اس لئے کوئی تجویز ایسی ہونی چاہیئے۔ جس سے ایسی بے انصافی کا سدباب ہو سکے اور میں عدالت سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس معاملہ میں غیر معمولی اختیارات کا استعمال کرے۔

سراسر ظلم اور ناقابل برداشت

ڈاکٹر سپرو نے کہا۔ فاضل جج ضرورت سے بہت زیادہ آگے چلے گئے ہیں۔ انہوں نے لکھ دیا۔ کہ مرزا قادیان طاقت بخش شراب پینے کے عادی تھے۔ اور بعض خطوط میں یاقوتی کا بھی ذکر آتا ہے۔ حالانکہ اس کے جواز میں کوئی شہادت موجود نہیں ہے۔ مرزا صاحب کی شہادت میں صرف ایک چیز پائی جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ ان کے والد مرحوم نے ایک مرتبہ وہ چیز منگائی تھی۔ پتہ نہیں کس لئے اس بنا پر یہ کہنا کہ ایک بانیٔ سلسلہ شراب کا عادی تھا۔ سراسر ظلم اور ناقابل برداشت ہے۔

ایک شخص جسے لاکھوں آدمی خدا کا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں اس کے متعلق اگر ایک عدالت یہ فتویٰ دے دے۔ کہ وہ شرابی تھا اور انسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے یاقوتی اور دیگر مقویات استعمال کرتا تھا۔ تو سراسر ظلم ہے اور کسی جج کی شان کے شایاں نہیں۔ کہ ایسے فیصلے صادر کرے۔ اور ذرا غور فرمائیے کہ جو لوگ اس ہستی کے پیروکار ہیں ان کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔ فاضل جج نے اس فیصلہ میں بلا ضرورت خواہ مخواہ ایک کثیر التعداد جماعت کے جذبات کو مشتعل کیا ہے۔ اس لئے میں اس عدالت کے روبرو پیش ہوا ہوں۔ کہ احمدی فرقہ اس کے بانی اور لیڈر کے ساتھ جو بے انصافی کی گئی ہے اسکی تلافی کر دی جائے۔

غیر متعلقہ امور پر بحث

ڈاکٹر سپرو نے بحث جاری رکھتے ہوئے کہا مرزا صاحب قادیان فریق مقدمہ نہ تھے اور وہ کسی جواب دہی کرنے کے قطعاً ناقابل تھے اس لئے عدالت کو کوئی حق نہ تھا۔ کہ غیر متعلقہ امور پر بحث کرتی۔ مجسٹریٹ نے جن گواہان صفائی کی اجازت دی۔ اور جس قسم کے سوالات جرح یا بیان میں کئے گئے۔ وہ قطعاً غیر متعلقہ تھے۔ اور اس قسم کی شرانگیزی کی کسی حالت میں اجازت نہیں ہونی چاہیئے +

جج:۔ فرض کرو کہ جن واقعات کا فیصلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ درست ہوں۔ اور یہ ثابت ہو جائے کہ قادیان میں احمدی ظلم کرتے ہیں۔ قتل و غارت ہوتی ہے۔ غیر احمدیوں پر مظالم توڑے جاتے ہیں۔ اور انہیں باعزت زندگی بسر کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تو اس صورت میں کیا ضروری نہیں۔ کہ ملزم کی سزا کا تعین کرنے کے لئے ان امور کو متعلقہ قرار دیا جائے۔

سر سپرو:۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی کسی تقریر یا تحریر سے ملک معظم کی رعایا کے دو فرقوں کے درمیان منافرت پیدا کرتا ہے۔ اور عدالت میں آکر یہ ڈیفینس پیش کرتا ہے۔ کہ میں نے فلاں چیز کی انگیخت سے ایسا کیا تو جرم کی نوعیت کم نہیں ہو جاتی۔ قبل کے اثرات بدستور ہیں۔ اور اس کیس میں تو اس خطرہ کا پہلے ہی اظہار کر دیا گیا تھا۔

کہ کانفرنس سے نقض امن کا اندیشہ ہے۔ اگر اس قسم کے ڈیفینس کی اجازت دی جائے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جرم زیر غور کے علاوہ ایسی چیزیں رونما ہوں گی۔ جن سے منافرت پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ اور جج خود اس معاملہ میں برابر کا حصہ دار ہوگا۔ یہ چیز سراسر ناجائز اور ناقابل برداشت ہے۔ آخر میں ڈاکٹر سپرو نے عدالت سے درخواست کی۔ کہ قابل اعتراض حصوں کو حذف کر دیا جائے۔ اور اس کے جواز میں متعدد قانونی حوالے پیش کئے۔ جن میں رنگیلا رسول کیس اور "ریاست" دہلی کا مقدمہ قابل ذکر ہیں۔ اس کے بعد اجلاس لنچ کے لئے ملتوی ہوا۔

لنچ کے بعد کی کارروائی

محمد شریف ایڈووکیٹ نے احرار کی طرف سے بحث کرتے ہوئے کہا احمدی فرقہ کے جذبات صرف مسلمانوں کے ہی خلاف نہیں بلکہ دوسرے فرقوں کے بھی خلاف ہیں۔ لیکن وہ غیر احمدی مسلمانوں کے بہت دشمن ہیں۔ مرزا غلام احمد اپنے آپ کو بہت بڑا پیشوا اور خلیفہ تصور کرتا ہے۔ لیکن احمدی فرقہ کے لوگ ہی اسے پیشوا مانتے ہیں۔ مزید کہا کہ یہ مذہب ایک عجیب مذہب ہے۔

قادیان میں احمدیوں نے گورنمنٹ کے متوازی گورنمنٹ قائم کر رکھی ہے۔ اور عدالت بھی بنی ہوئی ہے۔ جس میں دوسری عدالتوں کی طرح کام کیا جاتا ہے۔ کورٹ فیس اور اسٹامپ ڈیوٹی چارج کی جاتی ہے۔ دفعہ ۱۴۴ کے مقدمات کی سماعت بھی کر لی جاتی ہے۔ اگر کسی کے خلاف ڈگری دی جائے تو مال وغیرہ بھی قرق کیا جاتا ہے۔

وکیل احرار نے کہا۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء کے "الفضل" میں احمدیوں کے خلیفہ کی طرف سے اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں درج ہے۔ ہم تمام دنیا میں اپنی حکومت پھیلائیں گے۔ یہ امر باعث تشویش ہے۔ کہ صرف قادیان میں ایک ہزار غیر قادیانی موجود ہیں۔ اور ایک پرچہ میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ۳۰۰ برس تک تمام لوگ کیا کالے کیا گورے احمدی ہونگے۔ ہمیں زور شور سے پراپیگنڈا شروع رکھنا چاہیئے۔ "الفضل" کے ایک پرچہ میں درج ہے۔ ہم نے فرانس جرمنی اور امریکہ وغیرہ کو فتح کرنا ہے۔ کیا ہم احراریوں کی چھوٹی سی جھونپڑی کو فتح نہ کر سکیں گے۔ ایک اور پرچہ میں درج ہے۔ ہمیں تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھنا چاہیئے۔

وکیل نے کہا احمدی اپنے مشن کی کامیابی کے لئے تشدد کو جائز خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے عقیدے سے اختلاف رکھنے والے کو قابل گردن زدنی سمجھتے ہیں۔ مولوی عطاء اللہ کے خلاف مقدمہ کی سماعت میں چند گواہان صفائی کے بیانات قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر گوربخش سنگھ گواہ نے بیان کیا۔ کہ تبلیغ کے پروپیگنڈا کے سلسلہ میں احمدیوں کی سپرٹ فوجیوں کی سی ہوتی ہے۔ ایک اور گواہ کا بیان ہے کہ احمدی ہندوؤں کو اس تالاب سے مٹی نہیں لینے دیتے جو پبلک کی ملکیت ہے۔ احمدی غیر احمدیوں کو بہت تنگ کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ کوئی غیر احمدی قادیان میں نہ رہے۔ نیز غیر احمدیوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں +

اس کے بعد وکیل نے کہا۔ کہ ایسی کئی مثالیں ہیں۔ جن سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ کہ مختلف اشخاص کو کئی طرح سزا کا حکم سنایا گیا۔ ایک مسمی گل نور کو ۵ اروپے جرمانہ اور بارہ بید لگائے جانے کی سزا حکم سنایا گیا۔ لیکن نہ تو گل نور نے یہ سزا مانی اور نہ اس کے باپ نے۔ ان دونوں کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ اسی طرح کئی اشخاص کو قادیان سے باہر نکال دیا گیا۔

وکیل نے اپنی دلیل کے حق میں چند مثالیں دیں اور اس کے بعد اجلاس کل پر ملتوی ہوا۔

(الفضل)

سیرت المہدی کے ایک ورق کے متعلق اعلان

بعض خاص وجوہات کے اس نمبر میں سیرت کا ورق شائع نہیں ہو سکا۔ اگلے نمبر میں یہ کمی پوری کر دی جائیگی۔ اور دو ہفتوں کی سیرت ایک جگہ جمع کر دی جائیگی۔ احباب مطلع رہیں۔

(مینیجر)

سالانہ جلسہ آرہا ہے

گذشتہ سال ۲۱/۲۸ نومبر کو ہم نے جلسہ سالانہ کی تحریک کرتے ہوئے ایک مضمون لکھا تھا۔ جسے ہم آج ایک نئی لذت اور جدید بصیرت کے ساتھ پھر شائع کرتے ہیں۔ احباب اس مضمون کو پڑھیں اور دیکھیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے کس طرح سے ایک سال کے اندر ان باتوں کو پورا کر دیا ہے۔ ہم نے جو کچھ لکھا تھا۔ صرف اس ایمان کی بنا پر لکھا تھا۔ جو بانیٔ سلسلۂ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے متعلق ہم کو حاصل ہے۔ اور اس حقیقت سے تسلی پاتے ہوئے لکھا تھا جو حضرت امیر المومنین کو خدا تعالےٰ سے ملی۔ پس جو ضرورت گذشتہ سال تھی آج اگرچہ وہ نہیں مگر دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے اور ایک جدید ایمان اور ایک نئی بصیرت پانے کے لئے ضرورت ہے۔ کہ ہم سب سلسلہ کے مرکز میں جمع ہوں۔

دشمن کی طاقتیں سلب ہو چکی ہیں۔ اور اب اسکی تڑپ مرغ بسمل کی تڑپ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ اور خدا تعالےٰ کے قائم کردہ خلیفہ کے ذریعہ اس نور سے حصہ لیں جو مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور اعجازی قوت پیدا کرتا ہے۔ الغرض گذشتہ سال میں نے جو لکھا تھا وہ حسب ذیل ہے۔

ہمارے سالانہ جلسہ میں صرف اب چند ہفتے باقی رہ گئے ہیں۔ اس لئے آج ہی سے ہر ایک احمدی کو اس مبارک و مقدس تقریب پر حاضر ہونے کے لئے تیاری شروع کر دینی چاہئے۔ اس لئے۔ کہ اس سال کا جلسہ اپنے اندر تمام سابقہ امتیازات کے سوا ایک خاص امتیاز رکھتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ اس سال اس زمانہ کے اصحاب فیل نے ہماری ارض حرم پر ایک ظالمانہ حملہ کیا۔ ان کا خیال تھا۔ کہ وہ اپنی آتشی تقریروں سے سلسلہ کی مستحکم و مضبوط دیواروں کو ہلا دینگے۔ مگر وہ

قصر عافیت اس طوفان میں چٹان

کی طرح کھڑا رہا۔ اور اس کو ایک ذرہ لغزش نہ ہوئی۔ وہ آئے اور اپنے سروں کو دور سے ہی پھوڑ کر چلے گئے۔ اب وہ نئی امنگوں کے ساتھ ہندوستان کے سارے طول و عرض میں ایک حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا منشاء ہے کہ وہ احمدیت کے قصر کو ایک دفعہ ہل کر ہلائیں ہم کو یہ یقین ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کی

قوتیں سلب

کر دے گا۔ ان کی نشوونما کی طاقتیں مار دیگا ان کا جوش و خروش

مرغ بسمل

کے تڑپنے سے زیادہ قیمت نہیں رکھیگا۔ مگر پھر بھی ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اس حملے کے مقابلے کے لئے نئی قوت نئی طاقت سے کھڑے ہوں۔ ہماری قوت اور ہماری طاقت سوائے خدا تعالیٰ کی طاقت اور قوت کے کچھ نہیں اسلئے ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو اس کا اہل بنا دیں اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا

پر عمل کریں اور اس

رسّی کو جو آسمان سے ہماری نجات کیلئے اسوقت اتری

مضبوطی سے پکڑ لیں۔ یہ رسی جس نے ہمارے شیرازے کو بکھرنے سے بچا رکھا ہے وہ

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین

کی ذات والاصفات ہے۔ ضرورت ہے کہ اس ارض مقدس میں جسے خدا نے خود ہمارے لئے ارض حرم بنا دیا ہے۔ ہم

سب کے سب جمع ہوں

اور اس پاک وجود کو دیکھ کر اور اس کے منہ سے ان نکات کو سُن کر جو ہمارے لئے زندگی کا باعث بنتے ہیں۔ ہم تر و تازگی حاصل کریں۔ اس زمین میں جس میں سینکڑوں صلحاء و ابدالوں کی روحیں آرام کرتی ہیں اور اس زمین میں جہاں خود

بروزِ محمدؐ

صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات آرام فرما رہی ہے۔ اور اس مقدس زمین میں جہاں ملائکہ خدا کے پیارے نبی پر اترا کرتے تھے۔ ہاں

اس پاک زمین پر جہاں آج بھی دعائیں سُنی جاتی ہیں

اور ملائکہ ان دعاؤں کو عرش رب العالمین تک لے جاتے ہیں۔ اور جہاں اس وقت بھی خدا کے پاک فرشتے ہر روز اپنے برحق

خلیفہ کی تائید

کے لئے اترتے ہیں۔ ہم سب ملکر اور اپنے آقا کے ساتھ ہو کر دعائیں کریں اور خدا کی نصرت کو جذب کر سکیں تاکہ ہم کو ایک نئی قوت ملے۔ اور نئی طاقت حاصل ہو۔

پس

آج سے تیاری کرو۔ تاکہ ہم مقدس امام کے منہ سے وہ باتیں سُن سکیں جس سے ہم کو نئی زندگی ملے۔ اور ہم

بنیان مرصوص

ہو کر

دشمن کے سامنے صف بستہ

ہو سکیں

ضروری تصحیح

ہمیں افسوس ہے کہ کاتب صاحب کی غلطی سے بعض غلطیاں گذشتہ پرچہ اخبار میں رہ گئی ہیں۔ احباب انکی تصحیح فرمالیں پہلے صفحہ پر دار الامان کے ہفتہ کے ماتحت ایک صحابی کی وفات کا ذکر ہے۔ اسمیں انکا نام رہ گیا ہے۔ احباب اس جگہ مرزا اسماعیل بیگ صاحب شیر فروش کر لیں۔ صفحہ ۔ کالم ۔ پر شیخ غلام احمد صاحب مرحوم کے والد ماجد کا نام جگت رائے لکھا گیا ہے۔ اصل نام گلاب مل ہے۔ قارئین کرام درست فرمالیں

(مینیجر)

دل میں رہ رہ کر یہ سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ مانا میں بے علم ہوں۔ لیکن آخر بہت سے علماء اور صوفی اور سجادہ نشین ہیں۔ (جن کے متعلق اس وقت میں نے اپنی کوتہ علمی کی وجہ سے کہا تھا۔ کہ وہ ایک حد تک عالم الغیب ہوتے ہیں۔ اور خدا سے ان کو ہر ایک امر کی حقیقت و اصلیت کا علم ہوتا ہے) اس لئے اگر مرزا صاحب سچے ہوتے۔ تو یہ لوگ ان کو کیوں قبول نہ کرتے؟ یہ ایک خیال تھا۔ جو کسی قدر میرے اپنے عدم قبول کے غم کے احساس کو کم کرتا تھا۔ مگر طائف والا واقعہ تاریخ سے پڑھ کر میرے دل میں جو قلق و کرب تھا۔ وہ ایسا شدید تھا۔ کہ روتے روتے میری ہچکی بندھ گئی اور میں سخت مضطرب حالت میں ہی روتے روتے سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا آپس میں مقابلہ ہے۔ اور حضرت صاحب پیر صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں اے پیر صاحب! اس قیل و قال سے کچھ فائدہ نہیں۔ بہتر ہے کہ دو اندھے آپ انتخاب کر لیں اور دو اندھے میں انتخاب کر لیتا ہوں۔ پھر ہم اپنے اپنے اندھوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ جس کے اندھوں کو اللہ تعالیٰ نے بینائی دے دی وہی سچا اور منجانب اللہ ہے۔ چنانچہ جو دو اندھے حضرت صاحب کے حصہ میں آئے ان میں سے ایک میں ہوں۔ مجھے حضرت صاحب نے بازو سے پکڑ کر حضرت قبلہ مولوی صاحب (حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ) کے حوالے کر دیا آپ نے مجھے ایک دوائی کھلائی جو برف کی مانند صاف و شفاف تھی۔ اور جس کا اثر میں دو طرح بیان کر سکتا ہوں۔ یا تو وہ ایسی جیسی برف کی چھوٹی سی ڈلی ہو۔ جو نہایت شدید پیاس کی حالت میں نگلی جائے۔ اور اسی وقت نگلنے والے ہی کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب منہ میں ہے یا حلق میں ہے۔ یا حلق سے نیچے اتر رہی ہے گویا جہاں سے وہ گذرتی ہے۔ ایک اثر محسوس ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ دوائی جہاں جہاں سے گذری میں نے اپنے اندر اثر محسوس کیا۔ یا وہ یہ کہ ایک ہیرے کے ٹکڑے کی طرح کہ شیشے پر سے کھینچی جائے۔ تو وہ لکیر ڈال دیتی ہے۔ ویسے ہی میں اپنے سینہ میں ایک لکیر پاتا تھا۔ جب صبح اٹھا تو سینہ میں ایک لکیر محسوس کرتا تھا۔ اور ساتھ ہی اندر سے سانس کی ہوا کے ساتھ ایک خوشبودار ٹھنڈک محسوس کرتا تھا۔ خواب میں اس دوائی کے کھا چکنے کے بعد حضرت مولوی صاحب نے مجھے پھر حضرت اقدس کی طرف آگے کر دیا۔ تب حضور نے اپنا انگوٹھا اور انگوٹھا کے ساتھ والی دو انگلیوں کو اس طرح میری آنکھوں پر رکھا۔ کہ انگوٹھا ایک آنکھ پر تھا اور دونوں انگلیاں دوسری آنکھ پر۔ اور پھر ایک دفعہ ان کو نرم سی حرکت بھی دی۔ جس پر میری آنکھیں کھل گئیں۔ گویا مجھے بینائی حاصل ہو گئی تب میں بہت رو دیا اور آخر حضرت اقدس نے کسی قدر زجرانہ رنگ میں فرمایا کہ وہ بہت جزع فزع بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ انسان کا اس بات پر بھی ایمان ہونا چاہیئے۔ کہ خدا غفور الرحیم ہے"۔ اور پھر تسلی و تشفی کے انداز میں فرمایا "یہ پلنگ ہے اس پر سو جاؤ"۔ پلنگ اچھا خاصہ بڑا تھا۔ اور اس پر سفید براق چادر بچھی ہوئی تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ پلنگ حضور کی استراحت گاہ ہے۔ چنانچہ میں خواب میں اس پلنگ پر سو جاتا ہوں۔

صبح جب میں اٹھا تو ایک طرف تو اس دوائی کا جو اثر خارج میں اس وقت محسوس کر رہا تھا۔ اس کے پیش نظر اپنی خواب کو سچا سمجھتا تھا۔ لیکن دوسری طرف یہ وسوسہ ستاتا تھا۔ کہ میرے دل میں کئی دنوں سے خیال تھا۔ کہ اگر حضرت صاحب اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو علماء وقت نے انکو قبول کر لیا ہوتا۔ تو کیا ایسا تو نہیں کہ میرے خیالات کا ہی یہ اثر ہو؟

جہاں تک مجھے اس وقت یاد ہے۔ ایک دو دن اسی کشمکش میں گذر گئے۔ اور میں کچھ فیصلہ نہ کر سکا۔ لیکن آخر کار میرے دل میں خواب کی خارجی کیفیت کا اثر زیادہ غالب پایا گیا۔ اور میں نے بیعت کے لئے عریضہ حضرت اقدس کی خدمت میں لکھ دیا۔ لیکن دل میں کشمکش قائم رہی۔ اور بڑھتی گئی۔ اور اُدھر سے بیعت کی منظوری کی بھی کوئی اطلاع نہ آئی۔ چنانچہ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ پندرہ بیس دن اسی حالت میں گزر گئے۔ لیکن میں دعا کرتا رہتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے یقین عطا فرمائے۔ اور سیدھی راہ دکھائے تو ایک رات پھر خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک ریل گاڑی۔ ڈاک گاڑی کی طرح تیز جا رہی ہے۔ لیکن وہ گاڑی دو منزلہ ہے۔ میں ایک کھیت میں۔ جہاں سے فصل گیہوں کٹ چکی ہے۔ اور سُٹھا دگیہوں کے کٹ جانے کے بعد جو نیچے سے اس کی جڑیں زمین کے اوپر رہ جاتی ہیں) موجود ہے۔ اور اس میں پوہلی (کنڈیاری) بھی ہے کھڑا ہوں۔ اور گاڑی کی طرف منہ کئے۔ جیسا کہ دیہاتی چرواہے لڑکے کسی قدر حیرت سے جب گاڑی انکے قریب سے گزرتی ہے۔ ٹکٹکی باندھے دیکھتے ہیں۔ دیکھ رہا ہوں۔ جب گاڑی میرے قریب سے گزرتی ہے۔ تو مجھے پیچھے سے کسی زبردست پنجہ دار جانور نے جیسا کہ عقاب کا تخیل ہے۔ گردن کو پکڑ کر توری کی مانند جیسے کہ وہ بیل سے لٹکی ہوتی ہے۔ مجھے لٹکائے ہوئے گاڑی کے ساتھ متوازی پرواز کیا ہے۔ اور ایک بالاخانہ کے سامنے میرا چہرہ کر کے پیچھے سے آواز دی ہے۔ "یہی تو مسیح موعود" ہے۔

میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس بالاخانہ میں حضرت اقدس تشریف فرما ہیں۔ صبح جب میں بیدار ہوا۔ تو میرے دل میں کامل سکون و تسلی تھی۔ میں نے اسی وقت دوبارہ بیعت کا عریضہ لکھ دیا۔ جس کا جواب از قلم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ چار پانچ دن کے اندر ہی آگیا۔ کہ بیعت منظور ہے۔

اس دن سے بفضلِ تعالیٰ آج تک سلسلہ حقہ کی صداقت کے متعلق شک پیدا ہونا تو کجا اس پاک سلسلہ کے کسی اہم فیصلہ کے موقعہ پہ بھی میرے اندر کبھی شک و شبہ کا کھٹکا نہیں ہوا۔ اور یہ محض خدا کا فضل و احسان ہے۔ کہ اس نے یہ نعمت عطا فرمائی۔ فالحمد للہ۔

"چندہ تحریک جدید" کے متعلق

نہایت ضروری اعلان

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور جن مخلصین نے "چندہ تحریک جدید" کے وعدے فرمائے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان دیا جاتا ہے۔ کہ "چندہ تحریک جدید" کا پہلا سال ماہ نومبر ۳۵ء میں ختم ہوگا۔ جن مخلصین کے ذمہ ان کے پہلے سال کے وعدے میں سے کچھ بقایا ہے۔ انہیں چاہیئے کہ اپنے وعدہ کی بقایا رقوم ماہ نومبر ۱۹۳۵ء ختم ہونے سے پہلے ادا فرما کر اپنا عہد پورا کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا اور خوشنودی حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ احباب کرام کو اپنے وعدے وقت پر پورے کرنے کی توفیق عطا فرماوے

آمین۔ والسلام

خاکسار

برکت علی خاں

فنانشل سکرٹری "تحریک جدید"

۳۵-۱۱-۵

وصایا

نمبر ۳۹۵۸ - منکہ سردار بیگم زوجہ چوہدری محمد علی صاحب مرحوم بنت چوہدری غلام احمد خاں صاحب کاٹھ گڑھ ساکن سڑوعہ ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۲-۵-۱۹۳۵ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری جائیداد منقولہ از قسم زیورات مبلغ ۳۰۰/- روپیہ کی ہے - اس کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں - اور مبلغ ۳۰/- روپے جو حصہ وصیت بنتی ہے - میں اس سال ۱۹۳۶ء کے اندر کل رقم بالمقطع ادا کر دوں گی - اگر میرے مرنے پر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔

العبد - سردار بیگم بقلم خود ۲۲-۵-۱۹۳۵

گواہ شد - چھجو خان امیر جماعت سڑوعہ ۲۲-۵-۱۹۳۵

گواہ شد - سید محمد علی شاہ تحصیل ۲۲-۵-۱۹۳۵

نمبر ۳۹۳۰ - منکہ مبارکہ بیگم زوجہ شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ - قوم شیخ عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۲۹ اپریل ۱۹۳۳ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت مورخہ ۲۲-۴-۳۵ کو کرتی ہوں ۔

میری موجودہ جائیداد زیورات سنہری و نقرئی قیمتی دو سد روپیہ اور مہر مبلغ ۴۰۰ سو روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - اور نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں کہ اگر میری وفات کے بعد اس جائیداد کے علاوہ کوئی مزید جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - نیز اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم حصہ جائیداد کے طور پر وصیت کی مد میں داخل کر کے رسید حاصل کر لوں - تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا سمجھی جائیگی ۔

العبد - مبارکہ بیگم زوجہ شیخ مبارک احمد ۲۲-۴-۳۵

گواہ شد - محمد الدین ملتانی کلرک امور عامہ ۲۲-۴-۳۵

گواہ شد - شیخ مبارک احمد مولوی فاضل ۲۲-۴-۳۵

نمبر ۳۰۸۳ - منکہ عبد الرحمٰن ولد سلطان علی صاحب قوم گوجر پیشہ ملازمت فوج عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن دہوریہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱-۷-۳۵ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں - میری ماہوار آمد ۲۰/- روپے ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا - نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو میں جس قدر روپیہ جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں - تو اس قدر روپیہ میرے متروکہ کے وصیت کے حصہ کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا

العبد - عبد الرحمٰن فوجی لیس نائیک ۲/۲ پنجاب رجمنٹ - جالندھر چھاؤنی - حال گھڑسی وارد مری ضلع راولپنڈی - ۱-۷-۳۵

گواہ شد - سلطان علی احمد والد عبد الرحمٰن -

گواہ شد - سعد الدین احمدی - بی - اے - ڈی آئی - مدارس حلقہ کوہ مری -

نمبر ۳۱۷۸ - منکہ مرزا غلام حیدر ولد مرزا اللہ دتا صاحب قوم مغل ساکن پنڈی والہ ڈاکخانہ خاص تحصیل پھالیہ ضلع گجرات حال وکیل نوشہرہ چھاؤنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷-۸-۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔

موجودہ حالت میں میری کچھ جائیداد از قسم منقولہ و غیر منقولہ بطور واحد ملکیت اور کچھ بھائیوں کے ساتھ مشترک ہے - لیکن فی الحال نہ تو مقدار حصص کی کوئی تخصیص کی جاسکتی ہے - اور نہ ہی میرا گزارہ اس جائیداد پر ہے - بلکہ ماہوار آمد وکالت پر ہے - جو غیر متعین ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا - اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں - کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں - تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا - باقی ماندہ ترکہ بروئے شریعت اسلامیہ میرے ورثاء میں تقسیم ہوگا ۔

العبد - مرزا غلام حیدر احمدی - بی - اے - ایل - ایل - بی - وکیل - نوشہرہ چھاؤنی - ۱۷-۸-۳۵

گواہ شد - محمد شفیع ہیڈ کلرک انجن شیڈ نوشہرہ چھاؤنی - ۱۷-۸-۳۵

گواہ شد - ڈاکٹر غلام احمد آئی - ایم - ایس نوشہرہ چھاؤنی ۱۷-۸-۳۵

درخواست ہائے دُعا

احباب بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ عاجز کی صحت کاملہ و مالی مشکلات و خاتمہ بالخیر کے لئے دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں - اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے

نیز غریب کے بچے ہدایت اللہ .... میٹرک فسٹ ڈویژن پاس کی ملازمت اور خانہ سار کے بیوی بچوں کے لئے دعا فرمادیں - والسلام - خاکسار - ایم رحمت اللہ احمدی - باغانوالہ - جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ - وائس پریذیڈنٹ

(۲) منشی نواب خاں صاحب عرائض نویس لودھراں کے دو بچوں - عاشق محمد اور صادق محمد صاحبان پر قتل کا مقدمہ ہے - احباب ان کی بریت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمادیں تاکہ ان کی بریت ہو سکے ۔

نومبر میں

تمام بقایا داران الحکم کو اس اعلان کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے کہ اس ماہ نومبر میں انکے نام وی - پی کئے جائینگے - تاکہ بقائے صاف ہو سکیں - جو احباب وی - پی نہ لینا چاہیں - وہ نقد قیمت ارسال فرمادیں ممنون ہونگا

محمود احمد عرفانی

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع قرب منزل قادیان سے شائع ہوا